الهداية لبنت الضائعة

کیا سری نگر کشمیر میں یوزاسف کی قبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہے؟

اصل مخطوطات اور کتبات کی مدد سے ایک غیر جانبدارانہ تجزیہ

ایم علی

M. Ali

یکم اگست ۲۰۱۸ء

یکم اگست ۲۰۱۸ء کا دن ہے۔ مشہور سیاح Karl Rock نے سن رکھا ہے کہ کشمیر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے۔ وہ سری نگر میں کرائے کی موٹر بائیک پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقبرہ تلاش کرنے کی ٹھانتے ہیں۔[1] جامع مسجد کے مرکزی دروازے پر مسجد کے ایک کارندے سے یہ دریافت کرنے پر کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر سری نگر میں کہاں واقع ہے؟ انہیں یہ جواب ملتا ہے:

There is a place that is called the Rozabal. Down this area (ہاتھ سے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے). That is the place…I'm not sure…people say this place is called Yusa Sahib. We say to him (sic) Yusa Sahib…

[کاونٹر پر لکھے ہوئے اس نام کو غور سے پڑھتے ہوئے]

اس دوران کارل اونچی آواز سے یوساصاحب کہہ کر استفہامیہ رنگ میں پوچھتے ہیں:۔

You say Jesus? I'm not sure.

پھر وہ روضہ بل کے قریب پہنچ کر مسجد سے نکلتے نمازیوں میں سب سے باریش اور پائنچے چڑھائے ہوئے معمر شخص سے دریافت کرتے ہیں کہ:

Jesus is buried in Kashmir? It's true or not?

ترنت جواب ملتا ہے:

Yes!

کارل کہتے ہیں:

I don't know it is true or not?

فوراً جواب ملتا ہے:

Yes!!! This place is there! (ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے) Its not so far. It is couple of hundred meteres…

---

[1] "Looking for Jesus in Kashmir." *YouTube*, YouTube, 31 July 2018, www.youtube.com/watch?v=eHJNtVVwTY8.

سال ۱۸۹۵ء میں بانی جماعت احمدیہ نے آیت مبارکہ و جَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَ أُمَّهٗٓ اٰيَةً وَّ اٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّ مَعِيْنٍ (سورۃ المومنون آیت ۵۰) کی روشنی میں ایسا علاقہ تلاش کرنے کی طرف توجہ کی جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صلیب سے بعد کی زندگی کا سراغ لگایا جاسکے۔اس پر سری نگر کشمیر میں عرصہ گزارنے والے دو اشخاص حکیم نورالدین صاحب بھیروی اور خلیفہ نورالدین صاحب جمونی نے یہ گواہی پیش کی کہ سری نگر کشمیر میں جامع مسجد سے کچھ فاصلے پر یسوع صاحب کی قبر ہے جسے عیسیٰ صاحب کی قبر بھی کہتے ہیں۔ یہ گواہیاں تاریخ مذہب اور موازنہ مذاہب کی دنیا کے ایک سب سے اہم سوال کا ایک ممکنہ حل تجویز کرتی تھیں۔ان بیانات کے سامنے آنے کے بعد ایک تحقیقی مفروضہ تشکیل دیا گیا اور معین تحقیقی طریقِ کار (میتھوڈولوجی)اور تحقیقی حکمتِ عملی (اسٹریٹیجک ریسرچ فریم ورک) کی حدود میں رہتے ہوئے کئی ماہ پر محیط عملی تحقیق کی گئی۔اس فیلڈ ورک کا نتیجہ جامع تحقیقاتی رپورٹوں کی شکل میں سامنے آیا جو ملخص شکل میں دنیا کے سامنے پیش کی گئیں۔اس مفروضے کی تصدیق ہونے پر یہ نظریہ پیش کیا گیا کہ کتباتی، آثار یاتی، کتابی اور مخطوطاتی ثبوتوں کی روشنی میں یہ قبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہی ہے جس کی تصدیق مقامی آبادی کا کم از کم ایک حصہ ضرور کرتا ہے۔ کشمیر میں قبرِ عیسیٰؑ کے نظریہ کی مذہبی حلقوں کی طرف سے شدید مخالفت ہوئی اور اسے مسیحی اور مسلمان مذہبی علماء نے مسترد کر دیا۔ بعد میں جب یہ تحقیقات مغرب میں معروف ہوئیں تو علمی اور مذہبی حلقوں دونوں کی طرف سے بھی اس کی مخالفت میں کئی آوازیں اٹھیں اور اس تحقیق کو بے قاعدہ اور دھوکہ دہی پر مبنی قرار دیا جانے لگا۔اس نظریہ پر مغربی علمی دنیا کی طرف سے جو تنقیحات پیش کی گئی ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ تمام تر نظریہ بانی جماعت احمدیہ کا اختراع کردہ ایک قصہ ہے جس کے مأخذ جعلی یا علمی طور پر مشکوک اور متنازعہ مواد، یوزآسف کا بدھ قصہ اور مشکوک نوعیت کی مقامی روایات وغیرہ ہیں۔ نیز یہ کہ اس قصّے کو بعد میں آنے والے احمدی سکالرز نے ساکا بادشاہ کے بھوشیہ پران میں درج کشف، ایک فارسی مخطوطے کے ایک ورق کی دھندلی تصویر اور تختِ سلیمان کے اس تحقیق کے پیش کئے جانے سے قبل ہی مسخ کر دیئے جانے والے کتبات اور غیر واضح قسم کے عربی، فارسی اور سنسکرت مخطوطات کے ذریعہ ایک ٹھوس تاریخی حقیقت ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ دراصل صلیب پر موت سے بچ نکلنے اور سفر کرتے کرتے کشمیر پہنچ کر وفات پانے کا نظریہ مرزا صاحب نے مسلمانوں میں مسیحیت کے بڑھتے ہوئے نفوذ کو ختم کرنے کے ایک ہتھیار کے طور پر ایجاد کیا ورنہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کشمیر میں آنے اور وفات پانے کا نظریہ لغو اور سر تا پا من گھڑت ہے۔

زیرِ نظر مضمون میں اس تحقیق کا اس کی مخالفت میں اٹھائے گئے علمی نکات کی روشنی میں غیر جانبدارانہ جائزہ پیش کیا گیا ہے۔اس مضمون کی علمی حدّ یہ ہے کہ جائزہ لیا جائے کہ جو ثبوت اس تحقیقی فیلڈ ورک کے نتیجے میں پیش کئے گئے تھے آیا وہ ۱۸۹۵ء سے قبل کے کشمیر میں ثابت کئے جانے ممکن ہیں اور ایک دوسرے سے متناقص ہیں یا نہیں؟ زیرِ نظر مضمون تحریر کرنے کے لئے کی گئی تحقیق کا نتیجہ تصویر کا یہ رخ پیش کرتا ہے کہ مذکورہ بالا تحقیقی پراجیکٹ میں جن مأخذوں کی نشاندہی کی گئی تھی وہ واقعی موجود تھے اور انہیں پیش کرتے وقت مواد میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔ یہ حقیقت ہے کہ کشمیر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے اور وفات پانے پر ایسا مواد پایا جاتا ہے جو کئی صدیوں سے موجود ہے۔اور اگر کوئی بھی شخص اس مواد کی تلاش کرے تو وہ اسے حاصل کر سکتا ہے۔ اس مواد کی کشمیر میں موجودگی اختراعی نہیں بلکہ یہ مواد کشمیر کی ثقافتی تاریخ کا تحریری و غیر تحریری ورثہ ہے۔ اس مواد کو جوں کا توں دنیا کے سامنے لانا اگرچہ ابتدائی محققین کی علمی دیانتداری کا مسلمہ ثبوت ہے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ۱۹۰۹ء کے بعد سے تاحال اس نظریہ کے حامیوں کی طرف سے مروجہ تحقیقی معیار پیشِ نظر نہ رکھے جانے نے اس نظریہ کے مخالفین کو یہ موقع فراہم کیا ہے کہ وہ پیش کردہ شہادتوں کے تجزیہ سے صرفِ نظر کریں اور پیشکش کے نقائص کو اجاگر کرتے ہوئے پیشکش کو ہی درست یا غلط ہونے کا معیار قرار دے ڈالیں۔ زیرِ نظر تحقیقی مضمون تجویز کرتا ہے کہ موجودہ صورتِ حال میں یہ علمائے تاریخ و آثار اور سائنسی تجزیہ جات کے ماہرین کا کام ہے کہ وہ پیش کردہ مواد کو جدید علمی اور تکنیکی کسوٹی پر پرکھیں۔ زیرِ مضمون کے لئے مواد کی چھان پھٹک کے دوران مخصوص طبقات کی طرف سے ثبوتوں کو مسخ، چوری اور نابود کرنے کی متعدد

مثالیں سامنے آئی ہیں۔ دنیائے مذاہب کے اس نازک ترین اور اہم ترین معاملہ سے متعلقہ مواد کی حفاظت میں ناکامی کے ذمہ داروں اور اس مواد کی تلفی یا اخفاء یا اس میں جلعسازی کے مرتکبین کی نشاندہی بھی ماہرینِ تاریخ و آثار کا فرض ہے۔

کشمیر میں یوذاسف یا یوزاسف کی قبر کا مسئلہ ایک طرف تو بہت دلچسپ ہے اور دوسری طرف اس کے ساتھ یہ مسئلہ بھی لگا ہوا ہے کہ شوقیہ محققین، یہ جانے بغیر کہ یوذاسف کی حیات و ممات اور تعلیمات اور اس کی شخصیت کی گرہوں کو کھولنے کے لئے علم کی ایک شاخ مختص ہے اس کے بارے میں کچھ نہ کچھ لکھتے بولتے رہتے ہیں۔ یہ ایک خالص علمی موضوع ہے جس پر ایران، عرب ممالک اور مغربی ممالک کی یونیورسٹیوں میں ہر وقت تازہ تحقیقات ہوتی رہتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ فی زمانہ جو شخص یوذاسف پر ہونے والی ہمہ وقت جاری علمی تحقیقات سے بطور ماہرِ علم وابستہ نہیں وہ اس معاملے پر اپنی معلومات بڑھائے بغیر اگر اس میدان میں کود ے گا تو مفید نتائج حاصل نہیں کر سکے گا۔ اس کی تازہ مثال کچھ یو ٹیوبرز کی طرف سے عین الحیات اور اکمال الدین میں موجود یوزآصف کے قصے کو اس موضوع پر حرفِ آخر سمجھ کر مناظروں کی دعوت دینے کا ایک سلسلہ ہے۔ نہ تو ان افراد کی معلومات اس معاملے میں ماہر فن کے درجے کو پہنچی ہوئی ہیں اور نہ ہی یوٹیوبی مناظرات یوذاسف کے معاملے میں چنداں مفید ہیں۔ جہاں یوذاسف کا کردار کشمیر کی تاریخ و آثار کی روشنی میں بالکل واضح ہے وہیں قصہ بلوہر و یوذاسف کی روشنی میں اس کردار کو سمجھنا دقیق تر تنقیدی فکری صلاحیت کا محتاج ہے۔ بانی جماعت احمدیہ نے جنہوں نے کشمیر سے حاصل کردہ شواہد کی بنیاد پر کشمیر محلہ انزمرہ میں دفن یوذاسف کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرار دیا ہے اس قضیہ میں اگرچہ قصہ یوذاسف کا ذکر بھی کیا ہے لیکن کشمیر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معاملے میں آزادانہ شواہد پیش کئے ہیں جن کا قصہ بلوہر و یوذاسف سے کوئی براہ راست تعلق نہیں ہے۔[2]

زیرِ نظر مضمون صرف مندرجہ بالا کشمیری شہادت کا آزادانہ اور غیر جانبدارانہ تجزیہ پیش کرتا ہے۔ عندالطلب کتاب یوذاسف کی حقیقت پر بھی مفصل تحقیقات پیش کی جاسکتی ہیں۔ یہاں انہیں پیش نہ کرنے کا مقصد اس غلطی کو واضح کرنا ہے جو بعض یوٹیوبرز کو لگی ہے کہ بانی جماعت احمدیہ کی تحقیقات کا مرکزی نکتہ کتاب یوذاسف اور اس کتاب کے دو مرکزی کرداروں میں سے ایک مرکزی کردار یوزآسف ہے۔

کشمیر میں یوذاسف کی قبر

کشمیر کے دارالحکومت سری نگر میں محلہ انزمرہ میں اس یوذاسف پیغمبر کی قبر واقع ہے۔ یوذاسف نبی سے منسوب یہ قبر اور اس کا پتھر سری نگر کشمیر میں راجہ پرورسین (اوّل) جسے کشمیر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہم عصر مانا جاتا ہے کی ملکہ انجنا سے منسوب آبادی انجنا مر میں جسے اُنزمریا انزمرہ کہتے ہیں صدیوں سے موجود ہے۔ یہ علاقہ راجہ پرورسین کے جھیل ڈل سے زمین چھڑوا کر بنائے گئے نئے شہر میں شامل تھا۔ ۱۴۶۶ء میں اسی سنگِ تربت کے ساتھ میں سید نصیر الدین بیہقی نامی ایک بزرگ کی تدفین ہوئی۔ ملا احمد کشمیری مصنف وقائع کشمیر نے اس دوسری تدفین کا کوئی ذکر نہیں کیا البتہ یوزاسف کے روضے سے انوارِ نبوت ظاہر ہونے کا ذکر اس کی تاریخ میں موجود ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس عمارت

---

[2] جاننا چاہئیے کہ یوذاسف ایک ایسے قصے کے دو مرکزی کرداروں میں سے ایک ہے جس میں بنی اسرائیلی مؤحدانہ تعلیم بدھ مذہب کے ماننے والوں کے سامنے پیش کی گئی ہے۔ قدیم زمانے میں یوذاسف سے ایک کتاب منسوب تھی جو اس کی تعلیمات پر مشتمل تھی۔ یہ کتاب تو اب دستیاب نہیں لیکن قدیم مصنفین نے کسی وقت اسے اسی طرح ایک قصے کے رنگ میں پیش کر دیا تھا جس طرح مؤحد مسیحیوں کی پطرسی تعلیم کو خطباتِ کلیمنٹ کی صورت میں ایک ناول کی شکل میں محفوظ کیا گیا ہے۔ جس طرح خطباتِ کلیمنٹ کا ہیرو روم کے شاہی خاندان کا فرد ہے جو حکمت کی تلاش میں ہے اور پطرس اسے یہ حکمت فراہم کرتا ہے یا جس طرح قدیم مسیحی صحیفے پطرس اور بارہ کے اعمال میں مسیح علیہ السلام ایک جوہر فروش تاجر کے روپ میں ایک دور دراز علاقے میں ایک لڑکے کی تربیت کرتے ہیں، بالکل اسی طرح قصہ بلوہر و یوذاسف میں بلوہر جو جوہر فروش تاجر ہے شہزادہ یوذاسف کی مذہبی اور روحانی تربیت کرتا ہے۔ یہ شہزادہ یوذاسف حواری یوداتوما کی سریانی آرامی کتاب اعمال توما میں موجود سریانی نظم "سچے موتی کا گیت" کا "ابن الملوک" یا شاہاں زادہ ہے جو انسانی نفس کی زیرِ تربیت حالت ہے جسے اس کا بھائی یعنی ہمزاد بلوہر کی طرح روحانیت کی دنیا سے روشناس کراتا ہے۔

کے آثار پر موجودہ عمارت کھڑی ہے اور جس کی طرزِ تعمیر کشمیر کے پہلے مسلمان سلطان رنچن شاہ کی مسجد اور سلطان شاہمیر کے مزار کی طرح ہی کی ہے واقعاتِ کشمیر کی تحریر کے ایام میں موجود تھی اور اسی عمارت میں بعد میں کسی وقت سید نصیر الدین بیہقی کی تدفین کی گئی تھی۔ اب یہ عمارت زیرِ زمین جاچکی ہے لیکن گذشتہ صدی کے نصف اول میں شاہمیری طرز کی پتھر کی چنائی سے تعمیر کی گئی یہ عمارت کم از کم قدّ آدم زمین سے باہر تھی جیسا کہ تصاویر میں نظر آتا ہے۔ قدیم عمارت میں موجود ایک طاق نما روزن کی موجودگی کی وجہ سے جو زائرین کے نزدیک مقدس ہے کچھ حصہ قدیم عمارت کا دفن نہیں کیا گیا لیکن اس کے گرد جدید پلستر اور سنگِ مرمر مڑھ دیا گیا ہے۔ اس دفن شدہ قدیم سنگی عمارت کی دیواروں پر اینٹوں کی چنائی کر کے اصل نقشے کے مطابق عمارت کو اونچا کیا گیا ہے۔ یوذاسف نبی صاحب پیغمبر کے جدید تعویذ قبر کے سر کی طرف ان کے پتھر میں تراشے گئے نقوشِ قدم والی سل رکھی ہوتی تھی جو اب بھی موجود ہے لیکن اس کی جگہ اغلباً تبدیل کر دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ روضے کے مختصر ہال میں سید صاحب مذکور کی سنگِ تربت بھی ہے، ایک دو کتبے جو مختلف ایام میں چوری ہوگئے بھی یہاں ہوا کرتے تھے۔ یہاں مزید اشیاء میں لکڑی اور اب شیشے اور لکڑی کے جنگلے سے متصل ایک پتھر کی کتبہ نمالاٹ شامل ہے جس میں چراغ رکھنے کا طاق موجود ہے۔ یہ زمین میں نصب ہے یا نہیں یہ تو معلوم نہیں لیکن اسے عام طور پر زائرین سے پوشیدہ رکھا جاتا ہے۔ اسی جدید روضے کے نیچے دفن قدیم عمارت میں موجود یوذاسف پیغمبر کی اصل قبر کے بارے میں علمی اور مذہبی دنیا میں ایک سو پچیس برس کے قریب عرصے سے یہ تنازعہ برپا ہے کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے یا نہیں؟

ملا احمد کی واقعاتِ کشمیر کے کئی سو برس بعد خواجہ محمد اعظم دیدہ مری نے واقعاتِ کشمیر کے نام سے ایک کتاب لکھی جس میں واقعاتِ کشمیر کی اس عبارت کو جس کا ذکر آگے چل کر آئے گا اور جو اس سارے قضیئیے میں بنیادی اہمیت کی حامل ہے حذف کر کے صرف واقعاتِ کشمیر کی طرف سرسری اشارہ کیا اور اس روضہ اور صاحبِ روضہ کے کچھ حالات بیان کئے۔ کچھ عرصہ بعد سری نگر کے قاضی محمد فاضل نے اس روضے کی تولیت کے فیصلے کی فرد میں اس روضے کی تاریخ پر کچھ لکھا۔ کشمیر کی باقی سب فارسی تواریخ اور دستاویزات نے اس روضے اور صاحبِ روضہ کے حالات کے بیان کے لئے مندرجہ بالا دو تواریخ کے علاوہ اور کوئی مأخذ استعمال نہیں کیا۔ واقعاتِ کشمیر اور تاریخِ حسن کے مطابق سری نگر میں تخت سلیمان کی پہاڑی پر تین کتبات میں یوذاسف کا ذکر موجود ہے۔ یہ سب تفصیل آگے بیان کی جائے گی۔

یوذاسف نام کا کیا مطلب ہے

۲۰۱۸ء میں کارل روک کو جامع مسجد کے کارندے نے صاحبِ مزار کا نام یوسا صاحب (مزار کی سب سے پرانی موجود تختی پر Yousa اور آجکل Youza) پڑھ کر سنایا اور معمر نمازی نے سید ھا سید ھا عیسیٰؑ کی قبر کا پتہ بتایا۔ حقیقت یہ ہے کہ اگرچہ کشمیری آجکل اسے یوسا صاحب یا یوسا آسف کی قبر کہتے ہیں اور مجاورینِ مزار ہر چند برس بعد اس نام کے تلفظ میں قدرے تبدیلی کرتے رہتے ہیں۔ لیکن یہ صرف یوسا نہیں تھا۔ انیسویں صدی تک کشمیری زبان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو Yasu'a لکھا جاتا تھا۔[3] اور پندرہویں صدی عیسوی سے کشمیر میں فارسی لکھتے وقت اس یسوعا کو یسوع لکھا جاتا تھا جیسا کہ زمانہ قبل از اسلام سے مشرقِ وسطی کے مسیحیوں میں رواج چلا آیا ہے اور جیسا کہ آگے قلمی نسخہ جات کی عبارتوں میں آپ دیکھیں گے۔ ایک سری نگر کا کشمیری بولتے وقت "یوسا" کے ساتھ "ساف" اس قدر روانی سے بولتا ہے کہ دھیان سے سننے والا بھی جان نہیں پاتا کہ اس نے صاحب یا ساب بولا ہے آسوف کہا ہے یا اس کے منہ سے ساف نکلا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ نہ وہ صاحب

[3] Wade, Thomas Russell, and Robert Needham Cust. *A Grammar of the Kashmīrī Language, as Spoken in the Valley of Kashmīr, North India*. The Society for Promoting Christian Knowledge. London, 1888.

کہہ رہا ہوتا ہے نہ ساب اور اور نہ ساف۔ وہ دراصل یوسا کے اس آخری الف کو جسے اس نے عین سے تبدیل کیا ہے قدرے لمبا کر کے اُسف کے پہلے الف کے ساتھ ملا کر" یوس اُسف" کی آواز پیدا کرتا ہے۔ جب سے شعیہ کشمیر میں آباد ہوئے ہیں، انہوں نے اس" یوس اُسف" اور شعیہ لٹریچر میں مذکور قصہ یوذاسف والے یوذاسف کو جو قصے کی رو سے کشمیر (سری نگر) میں دفن ہوا ایک ہی شخصیت قرار دیا ہے۔ اور پھر وہ لوگ بھی ہیں جو اسے کسی لگی لپٹی کے بغیر عیسیٰ صاحب یا یسوعا یا یسوع صاحب کی قبر کہتے چلے آئے ہیں جیسا کہ کارل روک کو ۲۰۱۸ء میں مذکورہ بالا اہلحدیث صاحب نے بتایا۔ یا جیسا کہ انیسویں صدی کے ربع آخر میں سری نگر میونسپلٹی کے ایک سابقہ ملازم خلیفہ نورالدین جمونی نے لوگوں سے سن کر بیان کیا کہ سرینگر کے محلہ خانیار میں مجھے معلوم ہوا کہ یہاں ایک قبر ہے۔ جسے شہزادہ نبی یوزآسف کی قبر کہتے ہیں۔ اور بعض اسے حضرت عیسیٰ نبی کی قبر بھی کہتے ہیں۔[4] اور اسی زمانے میں حکیم نورالدین بھیروی سابق شاہی حکیم جموں نے جو سری نگر میں عرصہ تک رہے تھے بیان کیا کہ یسوع صاحب کی قبر یوز آسف کی قبر کر کے مشہور ہے۔[5] حقیقت یہ ہے کہ اصل تلفظ اگر Yousa یا Youza بھی ہو جیسا کہ آجکل اس روضہ کے بورڈ پر لکھا ہوا ہے تب بھی یہ کشمیری تلفظ افرائیمی بنی اسرائیلی لہجے میں Yousha ہی کی دوسری قرأت ہے اور آجکل بھی فلسطین میں یوشع نبی کی زیارت کو Nabi Yousa کہا جاتا ہے۔[6] یوشع جسے افرائیمی عبرانی لہجے میں یوسع کہا جاتا تھا یشوعا یعنی یسوعا یا یسوع کا ہی اصل اور قدیم تلفظ ہے۔

سوال کیا جاتا ہے کہ یوزاسف نام کے کیا معنی ہیں۔ یہ لفظ اصل میں یوداسف یا یوذاسف ہے۔ گلیل کے آرامی لہجے میں میں جو مسیح علیہ السلام کی مادری زبان ہے یہوداہ نام شخص کو یوذا یا یودا کر کے بھی پکارتے تھے۔[7] یہ سلسلہ عرصہ دراز تک جاری رہا چنانچہ بعض سریانی آرامی نسخوں میں یوحنا باب ۱۴ آیت ۲۲ میں یہوداہ تھوما شاگردِ مسیح علیہ السلام کو یودا لکھا گیا ہے۔[8] یہ گلیلی جس طرح یہودا کو یودا کہتے تھے اسی طرح وہ یہود کو یودیا یوذ کہتے تھے۔ شامی عربی لہجوں میں بھی یہی آرامی سریانی قرأت در آئی ہے جن میں بسا اوقات یہودی کو یودی بھی کہا جاتا ہے۔ اسیر یا غلام کو بھی آرامی و عبرانی میں یود (YWD) کہا جاتا تھا۔[9] یَود (yod) حرف یے کو بھی کہتے ہیں جو لفظ "یہود" کا بھی پہلا حرف ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے گلیلی آرامی نام یوشع یا یوضا کا پہلا حرف بھی۔[10] یوں یوداسف یا یوذاسف یا یوزآسف کا مطلب ہے " جماعتِ یہود کے اسیر قبائل کو جمع کرنے والا یوشع (یسوع، یوضا)" ۔ یوذاسف نے بعینہ اپنا یہی مشن کتاب یوذاسف کے آخری فقروں میں بیان کیا ہے۔ وہ کشمیر میں اپنی وفات سے معاً قبل کہتا ہے:۔

---

[4]

[5] ست بچن۔ روحانی خزائن جلد ۱۰ ص۳۰۷ حاشیہ درحاشیہ

[6] Finbert, Elian J. *Israel. With Maps and Plans.* Hachette, 1956. P.186.

[7] LilopinpinLilopinpin 28711 silver badge99 bronze badges, et al. "Can You Pronounce Yehuda the Way It Is Spelled?" *Mi Yodeya*, 1 Nov. 1966, judaism.stackexchange.com/questions/90742/can-you-pronounce-yehuda-the-way-it-is-spelled.

[8] Byron, NICHOLSON Edward Williams. *A New Commentary on the Historical Books of the New Testament, by Edward Byron Nicholson. Vol. I. The Gospel According to Matthew. With the Text.* London, 1881. P.98

[9] Siljanen, Esko. "Judeans of Egypt in the Persian Period (539-332 BCE) in Light of the Aramaic Documents." *Https://Helda.helsinki.fi/Bitstream/Handle/10138/176213/Judeanso.pdf?Sequence=1*, Faculty of Theology, University of Helsinki, 2017, helda.helsinki.fi/bitstream/handle/10138/176213/Judeanso.pdf? sequence=1. P.181.

[10] بنی اسرائیل کے قبائل میں لہجے کا فرق تھا۔ قضاۃ باب ۱۲ سے پتہ چلتا ہے کہ باقی قبائل کی زبان میں شین بولی جاتی تھی جبکہ افرائیم کے قبیلہ میں شین کی جگہ سین بولی جاتی تھی۔ یہ شین اور سین کا فرق ہمیشہ سے موجود رہا البتہ مذہبی کتب میں صرف شین کی صوت محفوظ رہ سکی۔ مسیح علیہ السلام کے وطن گلیل میں آپؑ کے نام کے اصل یوشع (Yēšûaʿ) کو یوسا لکھا اور مقامی لہجے میں یوضا بولا جاتا تھا جیسا کہ گلیل میں آربیل کے یہودی معبد کے ستون پر یوسا بن ناحوم لکھا پایا گیا ہے۔ اس یوشع۔ یوسا، یوضا سے پہلی جلاوطنی کے بعد یسوعا یا یسوع نکلا ہے۔ جو عبرانی میں یہوشوا پھر یوشوعا اور پھر یشوعا ہو گیا۔ لیکن وہ بنی اسرائیلی قبائل جو افرائیمی لہجے میں کلام کرتے تھے یسوعا اور یوسا ہی بولتے رہے۔

و جمعت رعية الاسلام التی کانت متبددة و الیها ارسلت۔ فقد دنا ارتفاعی من الدنیا و خلع روحی من الجسد

ترجمہ: اور میں نے رعیتِ اسلام کو جو متفرق ہو چکی تھی جمع کیا اور اسی غرض کے لئے میں رسالت پر مامور کیا گیا تھا۔

اور اب یقیناً میرا دنیا سے رفع اختیار کرنے اور اپنی روح پر سے جسم کا لباس اتار ڈالنے کا وقت قریب آن پہنچا ہے۔

اس نام یعنی یوذ اٰسف کا قدیم کشمیری تلفظ چھ سو برس سے زائد عرصہ قبل لکھی جانے والی کشمیر کی پہلی فارسی تاریخ وقائع کشمیر از ملا احمد کشمیری میں (جسے آئندہ صفحات پر زیرِ بحث لایا جائے گا) ''یوزاٰسف'' کر کے لکھا ہے۔ متعلقہ عبارت میں یہ لفظ دو بار **یوزاٰسف** درج ہے جبکہ عباسی دور سے چلے آنے عربی قصے میں اسے یوذ اسف لکھا گیا ہے۔ [11] اس لفظ پر اس زمانے کی عربی نویسی کے رواج کے مطابق نکتے اور اعراب نہ ہونے کی وجہ سے اسے بعد میں یوذ اسف، یوداسف اور بوداسف تینوں طرح سے لکھا گیا ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ تواتر کی رو سے اصل تلفظ یوذاٰسف تھا جس سے یوزاٰسف نکلا اور کثرت سے رائج ہو گیا۔ موجودہ دور میں سری نگر کشمیر میں مقبرہ یوزآسف کے زائرین کے لئے لکھی گئی قدیم ترین تختی میں اسے بیک وقت یوسا آصف اور یوضا آصف دونوں طرح سے لکھا گیا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آرامی اور عبرانی نام یہوشوعا یا یشوعا ہے لیکن جس زمانے میں آپ نے زندگی بسر کی وہ یونانیت کا زمانہ تھا۔ مشرقی دنیا تین سو برس سے زیادہ یونانیوں کے زیرِ اقتدار رہ کر مصر سے لے کشمیر تک یونانیوں کے رنگ میں رنگی گئی تھی۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ یہودیہ اور گلیل کے عوام و خواص اپنے مذہبی نام عبرانی مع آرامی میں رکھتے تھے جبکہ یہی نام یونانی میں بھی نام کے دوسرے حصے کے طور پر موجود ہوتا تھا۔ نام کا ایک تیسرا حصہ بالعموم ایک مرکب یونانی لفظ کی صورت میں اس شخص کا خاندانی نام ہوتا تھا۔ حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کا پورا نام ''یشوعا عیسوس قیلوپاطر'' تھا یونانی میں چونکہ عین اور الف اور شین و سین میں فرق نہیں کیا جا سکتا اس لئے اپنی برادری میں آپ یشوعا اور معاشرے میں ایسوس کہلاتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ کلیمنٹ آف اسکندریہ اور بعض دوسرے کلیسائی بزرگوں نے یہی لکھا ہے کہ یونانی میں آپ کا نام ایسوس آپ کے عبرانی یا آرامی نام کا ترجمہ نہیں بلکہ آپ کا اپنا اصل نام ہے۔ آپ کے پہلے نام یشوعا کا افرائیمی تلفظ مشرقِ وسطیٰ کے ان قدیمی مسیحیوں میں رائج رہا ہے جو یشوعا کی شین ادا نہیں کرتے تھے بلکہ آپ کو یسوعا کہتے تھے۔ کشمیر کی قدیم تاریخ میں ایساعون (تاریخ تحفہ عالم گوہر شاہی)، عیشوش (ریشی نامہ)، یسوعا (یا یوسا جیسا کہ مزار کی تختیوں پر لکھا گیا ہے) اور یسوع (وقائع کشمیر از ملا احمد) کے نام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ملتے ہیں۔

جو بات اس قبر کا علم رکھنے والوں میں مشترک ہے وہ یہ ہے کہ سب مانتے ہیں کہ یہ نبی یوسا (یسوعا) اٰسف (صاحب) کی قبر ہے جو یوزاٰسف (یوذاٰسف) کی قبر بھی کہلاتی ہے۔ یہاں قدم رسول موجود ہے جو انہی یوذاٰسف کے قدموں کا نشان ہے جو راجہ گوپانند (گوپادتیہ) کے زمانے میں ہو گزرے ہیں۔ جس بات پر اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر نہ ماننے والوں کو انقباض ہے وہ یہ ہے کہ یوساسُف یسوع یا عیسیٰ نہیں ہو سکتا اور عیسیٰؑ یوزاٰسف نہیں ہو سکتے۔ اس معاملے کو محققانہ انداز میں جانچنا پرکھنا ہی زیر نظر مضمون کا مقصدِ تحریر ہے۔

کشمیر میں قبر پر تنقید

اس مضمون کے لئے اس موضوع پر دنیا بھر میں ہونے والے تنقیدی کام کا جائزہ تیار کیا گیا ہے جو یہاں اختصار قائم رکھنے کی خاطر شامل نہیں کیا جارہا اور کسی دوسرے موقع پر پیش کر دیا جائے گا۔ یہاں صرف اس جائزے کے نتائج کسی قدر بیان کئے جائیں گے۔ بانی جماعت احمدیہ کے پیش

---

[11] جسے اس موضوع کے ماہرین کی اصطلاح میں بمبئی متن کہا جاتا ہے

کردہ نظریئے کی وسیع مقبولیت کا راز ان کے طریقِ تحقیق میں پوشیدہ ہے۔ ان کے پیش کردہ ''کشمیر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کے نظریے'' اور باقی ملتے جلتے مفروضات میں بنیادی فرق مادّی شہادتوں کی پیشکش کے طریقِ کار کا ہے۔ مولوی چراغ علی صاحب کے سوا جنہوں نے بانی جماعت احمدیہ سے کچھ عرصہ قبل اناجیل کی حد تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیب سے بچنے کی بات کی، باقی ملتے جلتے تحقیقی دعوے پیش کرنے والے اپنے حق میں آکاشی الہام، نادیدہ طاقتوں یا نامعلوم دستاویزات کو پیش کرتے ہیں لیکن مرزا صاحب نے قطعی طور پر اس قبر کی نشاندہی کے لئے کسی الہام کو پیش نہیں کیا۔ ان کے ہاں ہر تحقیقی دعوے کے ثبوت میں کشمیر کی تاریخ یا آثار سے شواہد مہیا کئے گئے ہیں۔ کشمیر میں قبر کے نظریے کو پرکھنے کے لئے جماعت احمدیہ کی طرف سے پیش کردہ شواہد کا بے رحمانہ اور غیر جانبدارانہ جائزہ پیش کرنا ضروری تھا نہ کہ پیشکش کے میعار اور پس پردہ عوامل اور نیّت کو ٹٹولنا۔ اور اسی مقام پر ناقدین، مناظرین اور محققین سب نے ٹھوکر کھائی ہے۔ مجھے افسوس سے یہ لکھنا پڑتا ہے کہ کشمیر میں قبر کے ناقدین کے تمام اردو، عربی، انگریزی، جرمن اور سویڈش کام ایک طرف تو شواہد کی چھان پھٹک سے عاری ہیں اور دوسرے ان کے یہاں ذاتیات اور مناظراتی استدلال کی بہتات ہے۔ یہاں تک کہ اسسٹنٹ پروفیسر Paul C. Pappas نے بھی ۱۹۹۱ء میں شائع ہونے والی اپنی کتاب Jesus' Tomb in India: The Debate on His Death and Resurrection میں طول طویل ریویو کرنے کے باوجود کشمیر میں قبر کے نظریے پر اپنے تجزیئے کی بنیاد پر ٹھوس اور کارآمد سوالات نہیں اٹھائے۔

اب تک کے سب ناقدین، مناظرین اور محققین اس حقیقت کو نوٹ کرنے میں بالکل ناکام رہے ہیں کہ مسیح ہندوستان کے نام سے ۱۸۹۸ء اور کچھ بعد تک شائع ہونے والا سلسلۂ مضامین جو بعد میں اسی نام سے کتابی شکل میں سامنے آیا، بانی جماعت احمدیہ اور ان کی ریسرچ ٹیم کی پیش کردہ تحقیقات کی واحد نمائندگی نہیں کرتا۔ مسیح ہندوستان کے مضامین کا سلسلہ جس میں مرزا صاحب نے پہلے شائع شدہ کئی ایک شہادتوں کو دوبارہ پیش ہی نہیں کیا جب شائع ہونا شروع ہوا اس وقت تک ان کی طرف سے کشمیر کے حوالے سے سب اہم ثبوت پیش کئے جا چکے تھے۔ مسیح ہندوستان کو اس تحقیق کے ضمن میں نمائندہ مأخذ سمجھنے کی وجہ ہی جملہ ناقدین، مناظرین اور محققین کو یہ غلطی لگتی رہی ہے کہ مرزا صاحب کی تحقیق نکولس نوٹووچ کا تتبع ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کشمیر میں مسیح کے قیام، وفات اور قبر کے حوالے سے شواہد بانی جماعت احمدیہ نے ۲۰ نومبر ۱۸۹۵ء میں ست بچن میں پیش کئے تھے اور اس وقت تک نکولس نوٹووچ کی ۱۸۹۴ء میں شائع ہونے والی کتاب کی خبر ان سمیت برطانوی ہند میں کسی کو نہیں تھی۔ جب مرزا صاحب کا تعارف نوٹووچ کی کتاب سے ہوا اس وقت تک مرزا صاحب کی آزادانہ تحقیق کے خدوخال واضح ہو چکے تھے۔ ایک اور پہلو جس میں ان محققین کو ناکامی ہوئی ہے وہ یہ ادراک حاصل کرنا ہے کہ مرزا صاحب نے کشمیر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد، قیام اور وفات کے حوالے سے جو شواہد پیش کئے ہیں ان کا نہ تو کتاب یوزآسف سے براہ راست کوئی تعلق ہے اور نہ وہ کسی قصّے پر انحصار کرتے ہیں۔ مرزا صاحب نے ایک سادہ سی بات پیش کی ہے۔ وہ سادہ بات یہ ہے کہ کشمیر میں یسوع یا عیسیٰ صاحب کی قبر مقامی سطح پر معروف ہے اور کشمیر کی تواریخ اور کتبات میں اس بات کا واضح ذکر موجود ہے کہ یوزاٰسف یسوع اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی تھے۔ چونکہ کشمیر کے اہل تشیع بھی ایک اور راستے سے یعنی اکمال الدین اور عین الحیات میں اس قصّے کی موجودگی کی وجہ سے اس قبر کو یوزآسف کی قبر کہتے تھے اس لئے یوزآسف کی کتاب وغیرہ کے حوالے سے بھی مرزا صاحب کی تحریرات میں ذکر موجود ہے لیکن یہ ذکر صاحبِ قبر اور قبر کی کشمیر میں موجودگی کی بنیادی تحقیقات کا حصہ نہیں ہے۔ مرزا صاحب نے کیوں یہ تحقیق پیش کی؟ یہ محقق کی دلچسپی کی بات نہیں ہونی چاہیئے ورنہ وہ مناظر کے درجے پر آجائے گا۔ محقق نے صرف یہ دیکھنا ہے کہ کشمیر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کے ثبوت کے طور پر جو بنیادی کشمیری ڈیٹا سیٹ [قبر، کتبے، مخطوطات و کتب سے ثبوت] پیش کیا گیا ہے اس میں کوئی سقم یا ابہام ہے یا نہیں؟ اور بس۔ مرزا صاحب کے محرکات یا نیّت کے جائزے پر تمام تر مغربی اور مشرقی

سکالرشپ نے اپنا وقت برباد کیا ہے۔ کیا ہی بہتر ہوتا کہ ان کی یہ ساری محنت پیش کردہ تاریخی، مخطوطاتی اور آثاریاتی شہادتوں کے غیر جانبدارانہ تجزیئے، اور تجزیئے کے نتائج تک محدود رہ کر بہترین نتائج اخذ کئے جانے پر مرکوز رہتی۔

زیرِ نظر تحقیقی مضمون میں معاملے کو اس کی جڑ سے پکڑا گیا ہے اور تمام لایعنی مباحث کو ایک طرف کر دیا گیا ہے۔ یہاں ہمارے پیشِ نظر صرف ایک سوال کا جواب تلاش کرنا ہے کہ کیا بانی جماعت احمدیہ نے کشمیر میں قبر کے حق میں جو ثبوت پیش کئے ہیں وہ ۱۸۹۵ء سے قبل کے ہیں؟ اس سوال کا جواب اس تحقیق کاری سے جُڑا ہوا ہے جو ان کی طرف سے بروئے کار لائی گئی۔ اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ ست بچن کی تصنیف سے کچھ عرصہ قبل بانی جماعت احمدیہ نے آجکل کی جدید محققانہ طرز پر ایک علمی سوال قائم کیا۔ سوال یہ تھا کہ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کشمیر میں ہو سکتی ہے؟ یہ سوال پیش کئے جانے پر سرینگر کشمیر میں عرصہ تک رہنے والے دو افراد نے جواباً اپنے ذاتی مشاہدات پیش کئے[12]۔ ان دو مشاہدات کی مقامی روایتی، تاریخی، آثاریاتی، کتباتی اور مخطوطاتی شہادت کی بازیافت کے لئے تحقیقی اہلیت کے حامل تحقیقی وفود تشکیل دیئے گئے۔ ان تحقیقی وفود کو ایک ایسی تحقیقی حکمتِ عملی یعنی ریسرچ سٹریٹیجی فراہم کی گئی جو انہیں مجوزہ تحقیقی فریم ورک سے باہر رہ کر کام کرنے کی اجازت نہیں دیتی تھی۔ اس ریسرچ ٹیموں نے کم از کم تین بار سرینگر میں رہ کر اور کئی ماہ صرف کر کے اپنا ریسرچ فیلڈ ورک مکمل کیا۔ اس تحقیقی طریقہ کار اور تحقیقی حکمت عملی کے تحت جو حتمی رپورٹیں بانی جماعت احمدیہ کو فراہم کی گئیں وہ کوئی لمبی چوڑی تحریریں نہیں تھیں بلکہ صرف چند ایک نہایت اہم اور کارآمد معلومات تک محدود تھیں۔ ان اہم اور کارآمد معلومات کو جو تحقیقی وفود نے حاصل کیں اور جنہیں تحقیقی دعاوی کی صورت میں پیش کیا گیا انہیں تجزیئے کی غرض سے تین بڑی انواع میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:۔

۱۔ کشمیری تاریخی ثقافتی روایت

بانی جماعت احمدیہ نے تحقیق کی بنیاد پر دعویٰ کیا کہ محلہ انزمر واقع خانیار میں موجود قبر کو کم از کم ایک طبقے کی طرف سے واقعی یسوع صاحب اور عیسیٰ صاحب کی قبر کہا جاتا ہے۔ اسے سری نگر کے اہل تشیع کے ہاں یوزآسف کی قبر بھی کہا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ ایک نبی تھا جو ۱۹۰۰ برس ہوئے باہر سے کشمیر میں وارد ہوا تھا۔ سرینگر کے ثقہ لوگوں نے اس کے نبی اللہ عیسیٰؑ کی قبر ہونے کی تصدیق کی ہے۔

> اسما رجال ثقاة من سكان تلك البلدة الذين شهدوا انه قبر نبی الله عيسى يوزآسف من غير شک والشبهة ۔۔[13]

۲۔ کشمیری کتباتی شہادت

بانی جماعت احمدیہ نے تحقیق کی بنیاد پر دعویٰ کیا کہ سرینگر میں تختِ سلیمان کی پہاڑی پر ایسے کتبات موجود تھے جن میں لکھا ہوا تھا کہ یوزآسف ملک شام سے کشمیر آیا تھا۔

> اور ان کی پرانی کتابوں میں لکھا ہے کہ یہ ایک نبی شہزادہ ہے جو بلاد شام کی طرف سے آیا تھا۔ جس کو قریباً انیس سو برس آئے ہوئے گزرے اور ساتھ بعض شاگرد تھے اور وہ کوہ سلیمان پر عبادت کرتا رہا اور اس کی عبادتگاہ پر ایک کتبہ تھا جس

---

[12] کشمیر میں قبر کی تحقیق کے سلسلے کا آغاز اس وقت ہوا جب و جَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَ اُمَّهٗۤ اٰيَةً وَّ اٰوَيْنٰهُمَاۤ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّ مَعِيْنٍ (سورۃ المومنون آیت ۵۰) زیرِ غور آئی اور حکیم نورالدین صاحب نے بتایا کہ کشمیر میں یسوع صاحب کی ایک قبر ہے جو قبر یوزآسف کہلاتی ہے (ست بچن)۔ مفسرین نے ربوۃ سے مراد أقرب الأرض إلى السَّماء یعنی آسمان سے قریب ترین زمین لی ہے لیکن جگہ کی تعیین کرتے ہوئے مصر اور شام وغیرہ کے معمولی بلند مقامات کا ذکر کرتے ہیں۔[12] ظاہر ہے کہ دنیا کے آسمان سے قریب ترین حصے کشمیر کو گھیرے ہوئے ہیں اور پاکستان، بھارت، نیپال اور تبت کی سرحد پر واقع ہیں۔ اس لئے جس سیاق وسباق میں یہ تحقیق کی جارہی تھی اس میں کشمیر کی طرف دھیان جانا لازمی تھا۔

[13] الھدی والتبصرۃ لمن یری ۱۹۰۲ء۔ نیز مواہب الرحمٰن ۱۹۰۳ء

کے یہ لفظ تھے کہ یہ ایک شہزادہ نبی ہے جو بلاد شام کی طرف سے آیا تھا۔ نام اس کا یوز ہے۔ پھر وہ کتبہ سکھوں کے عہد میں محض تعصب اور عناد سے مٹایا گیا۔ اب وہ الفاظ اچھی طرح پڑھے نہیں جاتے (تریاق القلوب و مواہب الرحمٰن ۱۹۰۳)۔

۳۔ کشمیری تاریخی دستاویزی شہادت

بانی جماعت احمدیہ نے تحقیق کی بنیاد پر دعویٰ کیا کہ کشمیر کی تاریخ کی کتابوں میں بھی یہ بات لکھی ہے:۔

اور کشمیر کی تاریخی کتابیں جو ہم نے بڑی محنت سے جمع کی ہیں جو ہمارے پاس موجود ہیں ان سے بھی مفصلاً یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک زمانہ میں جو اس وقت شمار کی رو سے دوہزار برس کے قریب گذر گیا ہے ایک اسرائیلی نبی کشمیر میں آیا تھا جو بنی اسرائیل میں سے تھا اور شہزادہ نبی کہلاتا تھا۔ اب ظاہر ہے کہ یہ کتابیں تو میری پیدائش سے بہت پہلے کشمیر میں شائع ہو چکی ہیں۔ پس کیونکر کوئی خیال کر سکتا ہے کہ کشمیریوں نے افترا کے طور پر یہ کتابیں لکھی تھیں۔ ان لوگوں کو افترا کی کیا ضرورت تھی۔۔۔[14]

ماسوا کتاب یوزآسف کے خاص سری نگر میں جہاں قبر ہے پرانے نوشتے اور تاریخی کتب پائی گئیں ہیں جن میں اس کا نبی یوزآسف اور اسے عیسیٰ نبی اور شہزادہ نبی کہنا لکھا ہے۔: یہ نبی جس کا نام یوزآسف ہے اور اسے عیسی نبی بھی کہتے ہیں اور شہزادہ نبی کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں۔ یہ بنی اسرائیل کے نبیوں میں سے ایک نبی ہے جو اس پرانے زمانہ میں کشمیر میں آیا تھا۔ جس کو ان کتابوں کی تالیف کے وقت تک قریباً سولہ سو برس گزر گئے تھے۔۔۔اس قسم کی تحریریں کشمیر کے باشندوں کے پاس کچھ تھوڑی نہیں اور میں نے سنا ہے کہ اس جگہ کے ہندوؤں کے پاس بھی اپنی زبان میں ایک کتاب ہے جس میں اس شہزادہ نبی کا ذکر ہے۔[15]

ان تین امور سے باہر کوئی رپورٹ تحقیقی وفود کی طرف سے کشمیر کے حوالے سے بانی جماعت احمدیہ کو نہیں بھیجی گئی۔ اگر ان تین امور کی تصدیق ۱۸۹۵ء سے قبل کی تواریخ، کتبات، کتب و مخطوطات اور آثار سے ہوتی ہے تو بانی جماعت احمدیہ کا کردار ایک دیانتدار محقق کا طے پاتا ہے جنہوں نے دنیائے مذاہب کے مشکل ترین تحقیقی سوال کی تشکیل کی۔ مفروضہ بہم پہنچایا، ابتدائی بیک گراونڈ ریسرچ کی اور ابتدائی شہادات کی روشنی میں اپنے پیش کردہ تحقیقی سوال کے حل کے لئے ایک طریقِ کار (میتھڈولوجی) تشکیل دینے کے بعد اس کی روشنی میں ایک ریسرچ سٹریٹیجی فریم ورک کا پابند کر کے کم از کم تین فیلڈ ریسرچ ٹرپ سرینگر روانہ کئے اور ایک سال تک مسلسل فیلڈ ورک کی رپورٹوں کی تلخیص سے ایک زبردست تحقیق دنیا کے سامنے پیش کی۔ اگر ایسا نہیں ہوا تو یہ ثابت کرنا بھی کہ یہ تحقیق درست نہیں صرف اور صرف ان کے پیش کردہ ثبوتوں کی تکنیکی بنیادوں پر تردید سے ہی ممکن ہے۔ یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ کتاب یوذآسف پر الگ سے ایک تحقیقی ٹیم نے ریسرچ کی جس کا کچھ حصہ ''مسیح ہندوستان میں'' اور دیگر کتب میں بیان کیا گیا ہے۔ اسے کشمیری ماخذوں میں یوذآسف کے کشمیر آنے اور تخت سلیمان پر اس مضمون کے کتبے موجود ہونے اور قبر کے حوالے سے کشمیر میں مواد موجود ہونے سے نہیں جوڑا جاسکتا۔ ہاں الگ سے اسے کشمیر سے حاصل کردہ مواد کی روشنی میں دیکھا اور پرکھا جاسکتا ہے۔ یہ ایسا ہی ہے کہ کہا جائے کہ فلاں شہر میں کسی کے رہنے اور مرنے کے ثبوت وہاں کتبوں، کتابوں اور ثقافتی

---

[14] براہین پنجم ۱۹۰۵ء

[15] ریویو آف ریلیجنز ۱۹۰۳

یاداشت میں پائے جاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان ثبوتوں کا اس شخص سے منسوب کتابوں سے کوئی براہ راست تعلق نہیں لیکن جب اس کی کتابوں پر بحث ہو گی تو اس شہر میں اس کے رہنے اور جینے مرنے کے ثبوت بھی اگر ضروری ہو تو زیر بحث آ سکتے ہیں۔

بانی جماعت احمدیہ کی پیش کردہ تحقیق کے دیانتدارانہ ہونے کے لئے صرف یہ ثابت ہونا ضروری ہے کہ یہ چار امور ۱۸۹۵ء سے قبل کشمیر کے تحریری اور اثری مأخذوں میں پائے جاتے ہیں اور یہ مجموعی شکل ابھارتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی یوز اٰسف تھے۔ وہ کشمیر آئے اور یہاں دفن ہوئے۔ یہ مستحضر رہے کہ پیش کردہ مواد کے کشمیر میں یا کشمیر سے متعلقہ کسی دستاویز میں موجود پائے جانے سے بانی جماعت احمدیہ اور ان کی ٹیم کی تحقیقی ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے۔ پیش کردہ ثبوتوں کے حوالے سے دیگر تمام مباحث اس قضیئے میں غیر ضروری ہیں۔ یہ بھی ملحوظ رہے کہ اگر کسی مادی یا تحریری یا غیر مادی ثقافتی شہادت کو مسخ کیا جانا یا تبدیل کیا جانا ثابت ہو تو اس کی وجہ سے پیش کردہ مواد کے مستند ہونے کو مزید تقویت ملتی ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں ہر تین تحقیقی دعاوی کا کشمیری تاریخی، عوامی اور کتابتی ماخذوں کی روشنی میں تنقیدی جائزہ لیا جائے گا۔

وقائع کشمیر از ملا احمد (وانچو نسخہ)

محمد اعظم دیدہ مری نے واقعاتِ کشمیر میں لکھا ہے کہ سید نصیر الدین خانیاری کی قبر کے نزدیک ایک سنگِ قبر واقع ہے اور عوام میں مشہور ہے کہ یہاں ایک پیغمبر دفن ہے جو زمانِ سابقہ میں اہل کشمیر کے لئے مبعوث ہوا تھا۔ یہ مکان مقام پیغمبر کر کے مشہور ہے۔ اس کے بعد دیدہ مری نام لئے بغیر ایک کتابِ تاریخ کا ذکر کرتا ہے جس میں اس نے ایک "قصہ دور دراز" کے بعد یہ حکایت لکھی دیکھی کہ یکے از "سلاطین زادہ" براہِ زہد و تقویٰ آمدہ۔ ریاضت و عبادت بسیار مے کرد برسالت مردم کشمیر مبعوث شدہ بود در کشمیر آمدہ بدعوت خلائق اشتغال نمودہ۔ بعد رحلت در محلہ انزیمرہ آسودہ۔ اسی کتاب میں دیدہ مری نے اس پیغمبر کا نام یوزآسف لکھا دیکھا۔ جب احمدی تحقیقی وفد نے دیدہ مری کے اس مأخذ کی تلاش کی تو انہیں یہ اتہ پتہ ملا کہ پندرہویں صدی عیسوی کے ربع دوم کے اختتامی برسوں میں سری نگر میں ایک تاریخ تصنیف کی گئی جو دیدہ مری کا ماخذ ہے۔ جب احمدیہ تحقیقی وفد نے اس گمشدہ ماخذ کی سن گن لی تو انہیں اس کے متعلقہ مندرجات کے بنیادی خدوخال تو معلوم ہو گئے لیکن اس وقت نہ مصنف کی شناخت کی جا سکی اور نہ اصل مخطوطہ تک ان کی رسائی ہو سکی۔ ۴۲ برس سے زائد عرصہ کی کوششوں کے بعد بالاخر خواجہ نذیر احمد کشمیری کو اس کے اصل مخطوطے کو دیکھنے کا موقع ملا جسے انہوں نے ملا نادری کی تاریخِ کشمیر سمجھا۔[16] یوں وہ نایاب عبارت دستیاب ہوئی جسے خواجہ محمد اعظم دیدہ مری نے ۱۷۴۶ء میں اپنی تحریر سے حذف کر دیا تھا۔ ذیل میں دی گئی جدول اس حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ بانی جماعت احمدیہ کے بھجوائے ہوئے تحقیقاتی وفد نے مجاوروں اور دیگر ذرائع سے وقائع کشمیر کے کسی ایک نسخے کی اس عبارت کے بنیادی مضمون تک ۱۹۰۲ء میں ہی رسائی حاصل کر لی تھی۔

تریاق القلوب۔ مواہب الرحمٰن ۱۹۰۳) اور براہین احمدیہ پنجم ۱۹۰۵ء	واقعاتِ کشمیر (۱۷۴۷ء)	وقائع کشمیر (۱۴۱۰ء سے ۱۴۵۰ء)
اور کشمیر کی تاریخی کتابیں جو ہم نے بڑی محنت سے جمع کی ہیں جو ہمارے پاس موجود ہیں ان سے بھی مفصلاً یہ معلوم	در کتابے از تواریخ دیدہ ام کہ بعد از قصہ دور دراز حکایتے مے نویسد کہ یکے از سلاطین زادہ براہِ زہد و تقویٰ آمدہ۔ ریاضت و عبادت	**دریں وقت حضرۃ یوزآسف از بیت المقدس منجانب وادی اقدس مرفوع شدہ دعویٔ پیغمبری کرد شب و روز در عباد[ت ب]اری تعالیٰ**

[16] اس کی وجہ قلمی نسخے کے سرورق کا موجود نہ ہونا اور یہ علم نہ ہونا تھا کہ سنسکرت ملا نادری نہیں بلکہ ملا احمد کشمیری پڑھ سکتے تھے۔

ہوتا ہے کہ ایک زمانہ میں جو اس وقت شمار کی رو سے دوہزار برس کے قریب گذر گیاہے **ایک اسرائیلی نبی کشمیر میں آیا تھاجو بنی اسرائیل میں سے تھااور شہزادہ نبی کہلاتا تھا۔** اب ظاہر ہے کہ یہ کتابیں تو میری پیدائش سے بہت پہلے کشمیر میں شائع ہوچکی ہیں۔ پس کیونکر کوئی خیال کر سکتاہے کہ کشمیریوں نے افترا کے طور پر یہ کتابیں لکھی تھیں۔ ان لوگوں کو افترا کی کیاضرورت تھی (براہین پنجم)۔ اور ان کی پرانی کتابوں میں لکھاہے کہ یہ **ایک نبی شہزادہ ہے جو بلاد شام کی طرف سے آیا تھا۔ جس کو قریباً انیس سو برس آئے ہوئے گزرے** اور ساتھ بعض شاگرد تھے اور وہ کوہ سلیمان پر عبادت کرتارہااور اس کی عبادتگاہ پر ایک کتبہ تھا جس کے یہ لفظ تھے کہ **یہ ایک شہزادہ نبی ہے جو بلاد شام کی طرف سے آیا تھا۔ نام اس کایوز ہے۔** پھر وہ کتبہ سکھوں کے عہد میں محض تعصب اور عناد سے مٹایا گیا۔ اب وہ الفاظ اچھی طرح پڑھے نہیں جاتے۔	بسیار مے کرد برسالت مردم کشمیر مبعوث شدہ بود در کشمیر آمدہ بدعوت خلائق اشتغال نمودہ۔ بعد رحلت در محلہ انزیمرہ آسودہ۔ **درآن کتاب نام پیغمبر رایوزآصف نوشتہ۔**	اُسوددر تقوی وپارسای بدرجہ اعلیٰ رسیدہ خودرا برسالت اہل کشمیر مبعوث گ[مار]ید وبدعوت خلائق اشتغال نمود زیرا کہ کثیر مردمان خطہ عقیدت مند انحضرۃ بودند۔۔۔ عمر خود دراین بسر برد[کرد؟] بعد رحلت در محلہ انزمر اُسود و نیز میکویند کہ بروضہ انحضرۃ انوار نبوت جلوہ گر می باشند۔

اگرچہ محمد اعظم دیدہ مری نے اپنے ماخذ کو تاریخ کی کتب میں سے ایک کہہ کر بات ٹال دی تھی اور اس کتاب کا نام بیان نہیں کیا تھا۔ اوراس میں مذکور یوزاُسف کے حوالے سے ایک عبارت کو "قصہِ دوردراز" کہہ کر یوزآسف کے یسوع، حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہونے اور بنی اسرائیل نبی ہونے اور بیت المقدس سے آنے کے واقعہ کو حذف کر دیا تھا۔ لیکن اس کے مأخذ کی دوبارہ دریافت بتاتی ہے کہ کشمیر میں قبر کے نظریہ کے تحقیق کاروں کی جملہ شہادات وانچو مخطوطہ فولیو۶۹ کے بیان کے ساتھ مکمل طور پر ہم آہنگ ہیں۔ وقائع کشمیر کے وانچو نسخہ کی عبارت جسے ۱۹۴۶ء میں خواجہ نذیر احمد نے دریافت کیا تھا آگے درج کی جائے گی۔

ملا احمد کشمیری سلطان زین العابدین بڑشاہ کے دور میں کشمیر کے موٴرخ گزرے ہیں۔ انہوں نے وقائع کشمیر تصفیف کی اور ان کے اپنے الفاظ میں سلطان نے ان کو کشمیر کی تاریخ کی گرہیں سلجھانے کے لئے مقرر کیا تھا۔ یہ سنسکرت پر پورا عبور رکھتے تھے اور انہوں نے کشمیر کے تیس گمشدہ راجوں کی تاریخ رتناکر پنڈت کی تاریخ سے ترجمہ کر کے اپنی تاریخ وقائع کشمیر کے ضمیمے کے طور پر لگائے تھے۔ یہ کتاب اس وقت خواجہ محمد اعظم دیدہ مری کی دسترس میں تھی جب انہوں نے اپنی تاریخ واقعاتِ کشمیر کے نام سے تحریر کی۔ محمد اعظم دیدہ مری نے واقعاتِ کشمیر میں لکھا ہے کہ سید نصیر الدین خانیاری کی قبر کے نزدیک ایک سنگِ قبر واقع ہے اور عوام میں مشہور ہے کہ یہاں ایک پیغمبر دفن ہے جو زمانِ سابقہ میں اہل کشمیر کے لئے مبعوث ہوا تھا۔ یہ مکان مقام پیغمبر کر کے مشہور ہے۔ اس کے بعد دیدہ مری نام لئے بغیر ایک کتابِ تاریخ کا ذکر کرتا ہے جس میں اس نے ایک ''قصہِ دور دراز'' کے بعد یہ حکایت لکھی دیکھی کہ یکے از ''سلاطین زادہ'' براہِ زہد و تقویٰ آمدہ۔ ریاضت و عبادت بسیار مے کرد بر سالت مردم کشمیر مبعوث شدہ بود در کشمیر آمدہ بدعوت خلائق اشتغال نمودہ۔ بعد رحلت در محلہ انزیمرہ آسودہ۔ اسی کتاب میں دیدہ مری نے اس پیغمبر کا نام یوز آسف لکھا دیکھا۔ جب احمدی تحقیقی وفد نے دیدہ مری کے اس مأخذ کی تلاش کی تو یہ وقائع کشمیر از ملا احمد کشمیری نکلی جو کہ پندرہویں صدی عیسوی کے ربع دوم کے اختتامی برسوں میں سری نگر میں تصنیف کی گئی۔ وفد نے وقائع کشمیر کی سن گن لی تو انہیں اس کے متعلقہ مندرجات کے بنیادی خدّوخال تو معلوم ہو گئے لیکن اس وقت نہ مصنف کی شناخت کی جا سکی اور نہ اصل مخطوطہ تک ان کی رسائی ہو سکی۔ ۴۲ برس سے زائد عرصہ کی کوششوں کے بعد بالآخر خواجہ نذیر احمد کشمیری کو اس کے اصل مخطوطے کو دیکھنے کا موقع ملا۔ یوں وہ نایاب عبارت دستیاب ہوئی جسے خواجہ محمد اعظم دیدہ مری نے ۱۷۴۶ء میں اپنی تحریر سے حذف کر دیا تھا۔

انیسویں صدی کے ربع آخر میں غلام حسن المعروف حسن شاہ زونیمری کھویہامی نے وقائع کشمیر کا ایک قلمی نسخہ راولپنڈی سے دوبارہ دریافت کیا اور اس سے استفادہ بھی کیا لیکن غلام حسن، محمد الدین فوق، عبد الحلیم شرر اور سری نگر کے سرکردہ مولویوں نے وقائع کشمیر کی اصل عبارت سے توجہ ہٹانے کے لئے عوام میں مشہور کر دیا کہ وقائع کشمیر کا اصل نسخہ حسن شاہ زونیمری کھویہامی کی کشتی الٹنے سے دریائے جہلم میں غرق ہو گیا۔ لیکن جب محمد الدین فوق کو اس کی ضرورت پڑی تو یہ پھر سے دریافت ہو گیا۔ اس کے بعد اسے پھر غائب کر دیا گیا یہاں تک کہ ۱۹۴۶ء میں خواجہ نذیر احمد نے اسے وانچو خاندان کے پاس پایا اور تحریف شدہ عبارت کی بجائے اصل مخطوطے سے اصل عبارت کی تصویر لے لی۔ وہ لکھتے ہیں:۔

> The book, when I saw it, was moth-eaten and the first and last few pages were unfortunately missing. I had the relevant folio photographed, but before I could complete my negotiations for the purchase of the MSS. I had to leave Srinagar on account of the partition of India.[17]

مجاور مزار بشارت سلیم کی ایک تحریر سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس دریافت کے بعد غالباً وانچوؤں اور مجاورین کے مابین اس قلمی نسخہ کی ملکیت پر تنازعہ اٹھ کھڑا ہوا اور کچھ ایسی صورت پیدا ہوئی کہ خواجہ نذیر احمد نے جیزز ان ہیون آن ارتھ کے دوسرے ایڈیشن سے غلام محی الدین وانچو کا نام حذف کر دیا۔ مخطوطہ پھر غائب ہو گیا اور شیخ عبد القادر صاحب محقق کے سرینگر سے پتہ کرانے پر معلوم ہوا کہ اسے لاہور کے وانچوؤں کے پاس تلاش کرنا چاہیئے۔ شیخ عبد القادر صاحب محقق کو سری نگر کے ڈائریکٹر ریکارڈز نے ۱۹۶۲ کے لگ بھگ یہ لکھا تھا کہ اس تاریخ کی دوسری کاپی کچھ کشمیری حضرات کے پاس لاہور میں موجود ہے جو وانچو کے نام سے موسوم ہیں۔ ان کا پتہ ڈاکٹر محیؑ الدین صوفی مولف کاشیر سے دریافت فرما

[17] Jesus in Heaven on Earth p.368 Second Edition

لیں۔[18]۔ دریافت کرنے پر لاہوری وانچوؤں نے اس کی موجودگی سے انکار کر دیا۔ آخری بار یہ مخطوطہ یا اس کی ایک دوسری کاپی ۱۹۷۱ء میں لاہور میوزیم میں دیکھی گئی۔ اس کے بعد سے اس کے بارے میں کوئی علم نہیں کہ لاہور میوزیم سے یہ نسخہ کہاں گیا۔ کشمیر والا نسخہ بھی اب لاپتہ ہے۔ لیکن متعلقہ صفحے کا فوٹو گراف موجود ہے جس کی صحت پر کسی کشمیری نے خواہ وہ کشمیر میں قبر کے نظریے کا کیسا بھی مخالف کیوں نہ ہو ۷۰ برس سے زائد عرصہ گزر جانے کے باوجود کوئی شک وشبہ ظاہر نہیں کیا۔ ہاں کشمیر آرکائیوز اور ریکارڈ کے افسر نے وقائع کشمیر کے وانچو مخطوطے اور اس کی ایک اور کاپی کی موجودگی کی تصدیق ضرور کی ہے۔ اسی طرح کشمیر میں قبر کے نظریے کے ایک اشد مخالف نے ملا احمد کی یہ تاریخ لاہور میوزیم میں موجود ہونے کا ۱۹۷۰ء کی دہائی میں تحریری اقرار کیا ہے جہاں سے یہ اب غائب ہے۔ یہاں احتیاطاً اس مخالف کا نام تحریر نہیں کیا جارہا تاکہ اگر یہ کتاب اس نے لاہور میوزیم سے چرائی ہو تو اس کے ہاں سے دوبارہ نہ اڑالی جائے۔ بہر حال خواجہ نذیر نے ۱۹۴۶ء میں وقائع کشمیر کے نایاب وانچو نسخے کے ورق ۶۹ پر وہ عبارت تلاش کر لی جو احمدیہ تحقیقی وفد نے ۱۹۰۰ سے ۱۹۰۲ء کے درمیان معلوم کی تھی بلکہ انہوں نے اس صفحے کی نہایت عمدہ اور صاف فوٹو گراف بھی لے لی جس پر یہ عبارت موجود تھی۔

حسن شاہ زونیمری کھویہامی، محمد الدین فوق، عبدالحلیم شرر اور سری نگر کے سرکردہ مولویوں کے گروہ کی چوری یہاں سے پکڑی جاتی ہے کہ ملا فاضل نے یوزآسف کے مزار کی تولیت کا جو فیصلہ ۱۱۴۹ھ میں کیا اس میں سید نصیر الدین کی تدفین کا سال ۸۷۱ ھجری یعنی ۱۴۶۶ء لکھا ہے اور اس وقت تک ملا احمد کشمیری کی تاریخ مکمل ہو چکی تھی۔ لیکن وقائع کشمیر کی اس گروہ کی ایجاد کردہ جعلی عبارت میں دروغ گو را حافظہ نہ دارد کے مصداق سید نصیر الدین کی قبر کا ذکر موجود ہے۔ اس تولیت نامے کی اصل بھی آج کے دن تک مجاورین کے پاس موجود ہے اور اس کا فوٹو بھی عام ہے۔ ملا فاضل قاضی نے رحمان خان متولی مزار یوزآسف کے حق میں جو یہ فیصلہ دیا اس میں معین طور پر لکھا کہ یوزآسف راجہ گوپانند کے وقت میں ہوا ہے۔ اور رحمان خان اس کا نسل در نسل متولی چلا آرہا ہے۔ ۱۹۳۴ میں یہ تولیت نامہ عملہ غنائی نامی ایک صاحب کے قبضے میں تھا جو پیشے کے لحاظ سے قصاب تھے۔[19] یہ سب امور اس جعلساز گروہ کی کارستانی کو ثابت کرتے ہیں۔ ملا احمد کی وقائع کشمیر کی متعلقہ اصل عبارت کا فوٹو گراف بھی ۱۹۴۶ء میں سامنے آگیا جسے ایک عرصہ تک سرورق موجود نہ ہونے کی وجہ سے ملا احمد کے ہم عصر ملا نادری کی تاریخِ کشمیر کا حصہ سمجھا جاتا رہا۔ اس ورق کی عبارت صاف ستھری اور آسانی سے پڑھی جاتی ہے۔ یہ ملتانی خط ثلث میں تحریر ہے جو اس دور میں شاہمیری کشمیر میں بھی رائج تھا۔ وقائع کشمیر کی اصل عبارت یہ ہے:۔

اصل عبارت	اردو ترجمہ
بعد او پسرش راجہ اک[۔۔۔] تھ بود بر سریری سلطنتہ نشست بمدت شصت سا[۔۔۔] کہ آب بردکویند موضع اُچہ بل در کوٹھار بنا کردہ بود راجہ کوپاٗنند بعد عزل او بر حکومت رسید بنام کوپاٗدت حکمرانی کرد در[عہدِ او] بتخانہائی بسیارت[عمیر شدند] وبالائی کوہ سیمان کنبدی شکستہ بود وبرای تعمیرش یکجا از وزرائے خود نامی سلیمان کہ از پارس آمدہ بود تعین نمود ھندواں اعتراض کردند کہ او غیر دین ملیچ است دریں وقت	اس کے بعد اس کا بیٹا راجہ اک[۔۔۔]تھ ہوا اور تختِ سلطنت پر بیٹھ کر ساٹھ سا[۔۔۔] جو کہ پانی میں ڈوب چکا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے کوٹھار میں موضع اُچہ بل بنایا۔ راجہ گوپانند اس کے معزول ہونے کے بعد حاکم ہوا۔ [اس کے عہد میں] بہت سے بت خانے ت[عمیر ہوئے]۔ اور کوہِ سلیمان پر جو گنبد تھا اوہ شکستہ ہو چکا تھا اور اس کی تعمیر کے لئے اس نے اپنے وزراء میں سے ایک کو جس کا نام

[18] شیخ عبدالقادر۔ الفرقان فروری ۱۹۷۲ ص ۴۲

[19] تحقیق جدید صفحات ۵۶ تا ۵۸

حضرۃ یوزاٰسف از بیت المقدس منجانب وادی اقدس مرفوع شدہ [20]دعویٔ پیغمبری کرد شب و روز در عباد[ت ب]اری تعالیٰ اُسوددر تقوی و پُارسای بدرجہ اعلیٰ رسیدہ خود را برسالت اہل کشمیر مبعوث گ[مار]ید و بدعوت خلائق اشتغال نمود زیرا کہ کثیر مردمان خطہ عقیدت مند انحضرۃ بودند راجہ کوپادت اعتراض ھندوان سپرداو کردو بحکم آنحضرۃ **سلیمان کہ ھندواں نامش سندیمان** دادند تکمیل کنبد مذکور کرد[---------]وچہار نیز بر نردبان نوشت **کہ دریںوقت یوزآسف دعویٰ پیغمبری میکندوبر دیگرسنگ نردبان ھم نوشت کہ ایشاں یسوع پیغمبر بنی اسرائیل است** درکتابی ھندواں دیدہ ام کہ **آنحضرۃ بعینہ حضرۃ عیسیٰ روح اللہ ھو نبیناٰعلیہ الصلوٰۃ[والسلا]م بودونام یوزاٰسف ھم کرفت والعل[م]عنداللہ عمرخود دراین بسربرد[کرد؟]بعدرحلت درمحلہ انزمر اُسود** و نیز میکویند کہ بروضہ اُنحضرۃ انوار نبوت جلوہ کرمی باشند راُجہ کوپاٰدت شصت سال و دوماہ حکومت نمودہ درکذشت راجہ کوکرن پسرش بر تخت نشستہ حکومت بمدت پنجاہ و ہشت سال نمودہ کوشیدہ فناشد بعد او پسرش کہ نریندت نامی حکومت کرفت وبسی سال و ہشت ماہ ودہ یوم حکومت کردو کرفت قضاشد بعد او پسرش۔۔۔

سلیمان تھا اور جو پارس سے آیا تھا متعین کیا۔ ہندوؤں نے اعتراض کیا کہ وہ غیر دین ملیچ ہے۔ **اس وقت حضرت یوزاٰسف بیت المقدس سے وادیٔ اقدس کی طرف مرفوع ہوئے[21] اور پیغمبری کا دعویٰ کیا تھا۔** شب و روز عباد[ت ب]اری تعالیٰ میں آسودہ رہتے تھے اور تقویٰ اور پارسائی میں درجہ اعلیٰ پر پہنچے تھے اور خود کو اہل کشمیر کی طرف رسالت کے لئے مبعوث کیا تھا اور خلائق کی دعوت میں مشغول تھے۔ چنانچہ اس خطہ کے لوگ کثیر تعداد میں آپ کے عقیدتمند تھے۔ راجہ نے معاملہ ان کے سپرد کر دیا۔ آپ کے حکم سے **سلیمان نے جسے ہندو سندیمان کہتے ہیں** گنبد کی تکمیل کی[-----]وچہار۔ نیز اس کی سیڑھی پر لکھا **کہ اس وقت یوزاٰسف نے دعویٔ پیغمبری کیا ہے۔ اور سیڑھی کے ایک دوسرے پتھر پر لکھا کہ ایشان یسوع پیغمبر بنی اسرائیل است۔** میں نے ہندوؤں کی ایک کتاب میں لکھا دیکھا ہے کہ **آنحضرت بعینہ حضرت عیسیٰ روح اللہ علی نبینا علیہ الصلوات والسلام تھے اور یوزاٰسف کا نام اختیار کیا ہوا تھا۔[22] والعل[م]عنداللہ۔ انہوں نے اپنی عمر یہیں بسر کی اور بعد وفات محلہ اُنزمر میں آسودہ ہوئے۔** یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آنحضرت کے روضہ پر انوارِ نبوت جلوہ گر ہیں۔ راجہ گوپادت ساٹھ سال دوماہ حکومت کر کے گزر گیا اور اس کا بیٹا راجہ گوکرن تخت پر بیٹھا اور اٹھاون سال حکومت کر کے فنا ہو گیا۔ اس کے بعد حکومت اس کے بیٹے نریندرت نام کے قبضے میں حکومت آئی۔ وہ تیس سال آٹھ ماہ اور دو دن حکومت کر کے قضا کی گرفت میں آیا اس کے بعد اس کا بیٹا۔۔۔

---

[20] در معالم التنزیل مسطور است کہ شصت وپنج سال از استیلاء اسکندر در زمین بابل گذشتہ بود کہ عیسی ع تولد نمود وچون سن شریفش بسی سالگی رسید مبعوث گشت و در سی وسہ سالگی **از بیت المقدس بجانب وادی قدس مرفوع شد** وبدین روایت مدت دعوت عیسی علیہ السلام سہ سال باشد (معالم التنزیل علامہ بغوی وفات ۱۱۲۲ ہجری (؟) وحبیب السیر فی اخبار افراد البشر خوندمیر غیاث الدین بن ہمام الدین)

[21] اخوند میر کی حبیب السیر میں بھی بعینہ یہی الفاظ ہیں۔ کہ بیت المقدس سے وادی اقدس کی طرف مرفوع ہوئے۔ صحیفہ یوذ اسف میں بھی یوز اسف کے رفع کا ذکر ہے۔ کشمیر میں غلام نبی گلکار صاحب کے کتب خانہ میں ایک فارسی قلمی نسخے میں: در معلم تنزیل مسطور است۔۔۔ از بیت المقدس بجانب وادی اقدس مرفوع شد کے الفاظ لکھے پائے گئے۔ حوالہ تحقیق جدید ص ۴۶ نیز مقابل ص ۶۴ فوٹو گراف ۴

[22] تاریخِ اعظمی جو 1747ء میں لکھی گئی۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کے علم میں یہ روایت تھی وہ مزار یوسف آسف کے ضمن میں لکھتا ہے:۔

"در عوام مشہور است کہ آنجا پیغمبرے آسودہ است کہ در زمانہ سابقہ در کشمیر مبعوث شدہ در کتابے دیدم ام کہ بعد از قصہٗ دور درازز حکایتے می نویسد کہ یکے از سلاطین زادہ براہ زہد و تقویٰ آمدہ ریاضت و عبادت بسیاری کرد برسالت مردم کشمیر مبعوث شد۔"

ظاہر ہے کہ "قصہٗ دور دراز" میں کوئی بات ایسی ضرور تھی جس کی وجہ سے مصنف نے اسے حذف کر دیا۔

اصولی طور پر تو معاملہ یہیں حل ہو جاتا ہے۔ کشمیر ایک ہندو اور بدھ علاقہ تھا جہاں بنی اسرائیل بھی بستے تھے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کشمیر آئے تھے تو اس علاقے کے سنسکرت لٹریچر میں اس بات کا ذکر ہونا چاہئیے تھا۔ ۱۴۵۰ عیسوی کے لگ بھگ کشمیر کے سنسکرت دان شاہی مؤرخ ملا احمد نے جسے سلطانِ کشمیر نے کشمیر کی تاریخ کے معمے سلجھانے کے لئے تحقیق پر مقرر کیا تھا قدیم کتب کی چھان پھٹک کے بعد جن میں سنسکرت کی مذکورہ بالا کتاب بھی شامل تھی یہ عبارت اپنی تاریخ وقائع کشمیر میں تحریر کی۔ وقائع کشمیر کے وانچو نسخہ کے صفحہ ۶۹ پر اس نے کھل کر لکھا کہ سلیمان جسے ہندو سندیمان کہتے ہیں تخت سلیمان ان کی وجہ سے معروف ہے (نہ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے اڑ کر اس کی چوٹی پر آنے کے باعث جیسا کہ اب کشمیر میں کہا جاتا ہے)۔ یہ سلیمان گوپانند اراجہ کشمیر کا وزیر تھا اور پارس سے آیا تھا، یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ماننے والا تھا۔ اسی سلیمان نے تخت کے معبد کی سیڑھیوں کے پتھروں پر یہ تحریرات لکھوائی تھیں کہ یہ بنی اسرائیل کے پیغمبر یسوع ہیں اور یہی یوزآسف ہیں اور یہی اُنزمر میں مدفون رسول اور پیغمبر ہیں۔

اس عبارت میں راج ترنگنی از کلہن کے سندیمان اور فارسی کشمیری تواریخ کے سلیمان جو راجہ گوپانند اجسے راجہ گوپادتیہ بھی کہتے ہیں کے زمانے میں سری نگر میں تختِ سلیمان پر موجود تھے کا ذکر ہے۔ اور یہ بتایا گیا ہے کہ سلیمان جس نبی پر ایمان لائے تھے (جسے راج ترنگی میں ایشا اور ایسان رینہ، بھوشیہ پران میں ایشامسی سویتاواستری اور تبتی کالا چکرا صحائف بھی ایشاسویتاواستری کہا گیا ہے) وہ حضرت یوزاٰسف تھے، جو بیت المقدس سے مرفوع ہو کر وادی اقدس میں تشریف لائے تھے۔ آپ ہی یسوع پیغمبر بنی اسرائیل تھے۔ یہ دونوں باتیں آپ کی زندگی میں سلیمان نے تختِ سلیمان پر کتبات کی صورت میں لکھوائی تھیں۔ وقائع کشمیر کے مصنف ملا احمد نے جو سنسکرت کے ماہر تھے مزید لکھا ہے کہ انہوں نے کشمیر کے ہندوؤں کی ایک کتاب میں پڑھا تھا کہ آپ بعینہ عیسیٰ علیہ السلام تھے اور یوزاٰسف کا نام اختیار کیا ہوا تھا۔ مصنف نے اپنی ذاتی معلومات بھی درج کی ہیں کہ یہ شخصیت کشمیر میں ہی رہی اور وفات کے بعد محلہ اُنزمر میں مدفون ہوئی۔

لیکن مزید تاریخی مواد بھی اس بات کی تائید میں موجود ہے چنانچہ سلیمان حواری کی قبر بھی تختِ سلیمان کے قریب سلطان سکندر کی بنا کردہ مسجد اور معبد کے ساتھ ہی پہاڑی کی چوٹی پر موجود تھی۔ ۱۷۴۱ تا ۱۷۸۱ء میں ایک کشمیری مؤرخ بدیع الدین محمد قاسم نے لکھا ہے کہ خبر رکھنے والوں کے نزدیک تختِ سلیمان پر حواریوں میں سے ایک کی قبر ہے (تحفہ عالم گوہر شاہی ورق ۷۶ الف)۔[23] اصل عبارت ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ میں موجود قلمی نسخے میں موجود ہے جو وہاں سے حاصل کر کے یہاں درج کی جارہی ہے۔ بدیع الزمان نے نند ریشی کی تصنیف کردہ کتاب کے ملا احمد کشمیری کے فارسی ترجمے مراۃ الاولیاء کے حوالے سے لکھا ہے کہ ایساعون حضرت سلیمانؑ بن داوٗدؑ کے بنی اعمام میں سے تھے جنہیں سلیمان نے کشمیر کا خطہ عطا کیا۔ (تحفہ عالم ۳۸ الف)۔ ایساعون کا بیٹا مراۃ الاولیاء از نند ریشی کے مطابق تسلعم یا فسلغم تھا۔ اور یہ خاندان آل داوٗد علیہ السلام تھا۔ چونکہ ہم قطعی ثبوتوں کے ساتھ ملا احمد کی اصل تحریر اوپر پیش کر چکے ہیں اس لئے اس عبارت کا اصل منطوق واضح ہے۔ بدیع الزمان کے پیشِ نظر کلہن پنڈت کی تاریخ راج ترنگنی کا وہ واقعہ ہے جہاں ایسانا رینہ اور ان کے مرید سندیمان کا تفصیلی ذکر موجود ہے۔ اور وہ یہاں ان نہایت اہم معلومات کا اضافہ کرتا ہے کہ ایساعون (یعنی ایسانا یا عیسانارینہ) آلِ داوٗد میں سے تھے اور سلیمان (سندیمان) کے بنی اعمام میں سے تھے۔ راج ترنگنی از کلہن پنڈت کے بقول عیسانارینہ ایشابراری (نزد ہارون ونشاط باغ سری نگر) میں رہتے تھے اور جب راجہ نے ایک مرتبہ سلیمان کو صلیب دے دی تو انہوں نے اسے صلیب سے اتار کر اس کو شفادی۔ سلیمان یا سندیمان کے مرید کشمیر میں ریشی کہلائے جو اپنے عقاید میں میسوپتامیہ کی انکراٹائیٹ یہودی مسیحی جماعت کے مکمل پیرو رہے ہیں۔

---

[23] Horace Hayman Wilson. An Essay on the Hindoo History of Cashmir Asiatick researches.vol. xv (15) .1825. p.30 footnote.

ان دو قلمی نسخہ جات کی عبارتوں کی تائید میں تختِ سلیمان کے وہ کتبے بھی موجود ہیں جن کا ذکر واقعات کشمیر کی مندرجہ بالا عبارت میں کیا گیا ہے۔ ان کتبات کے پتھر اپنی جگہ آج بھی موجود ہیں لیکن ان کی وہ فارسی عبارتیں جو سلطان زین العابدین بڈشاہ کے دور میں ۸۵۴ ہجری میں کندہ کی گئی تھیں حسن شاہ کھوئیہامی کے والد کے دور تک یعنی ۱۸۳۰ء کے آس پاس پڑھی جاسکتی تھیں لیکن اس کے بعد کھرچی جانے لگیں۔ ماہر آثار قدیمہ الگزنڈر کننگھم کے بیانات کے مطابق ۱۸۳۹ء سے ۱۸۴۱ء کے درمیان سکھ سپاہیوں نے آخری عبارت بھی جس میں سلیمان کا ذکر تھا کھرچ دی تھی۔ ان کتبات کی عبارتوں کو غلام حسن کھوئیہامی نے اپنے والد کی شہادت لے کر درج کیا ہے لیکن چونکہ یہ مصنف بانی جماعت احمدیہ کا مخالف تھالہذا اس نے واقعات کشمیر میں درج اصل عبارتوں کا علم ہونے کے باوجود **ایشان یسوع پیغمبر بنی اسرائیل است** والی عبارت درج ہی نہیں کی۔ اور **اس وقت یوزآسف نے دعویٰ پیغمبری کیا** ہے والی عبارت میں "دعویٰ پیغمبری" کو "دعویٰ پیغمبر زادگی" کر دیا ہے۔ لیکن چونکہ اس نے یہ تبدیلی بانی جماعت احمدیہ کی کشمیر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کی موجودگی کی تحقیقات سامنے آنے کے بعد کی تھی لہذا جن لوگوں نے اس کی تاریخ سے جو تاریخِ حسن کہلاتی ہے اس تبدیلی سے پہلے استفادہ کیا تھا انہوں نے "زادگی" کا لفظ نہیں لکھا۔ یہ "زادگی" کا اضافہ اس لئے بھی جلعسازی ثابت ہوتا ہے کہ غلام حسن سے پہلے ہر ایک کشمیری مصنف نے اس شخصیت کو پیغمبر لکھا ہے۔

قصہ مختصر یہ کہ بانی جماعت احمدیہ کی پیدائش سے بھی سینکڑوں برس قبل کشمیر میں یہ باتیں ضبطِ تحریر میں آچکی تھیں اور معروف تھیں۔ بانی جماعت احمدیہ نے سری نگر میں فیلڈ ورک کے لئے تحقیقاتی وفود بھجوائے اور انہوں نے یہ تمام ثبوت تلاش کئے جن کی تصاویر بھی محفوظ کر لی گئیں۔ یوں بانی جماعت احمدیہ کے الفاظ میں بیان کیا گیا تحقیقی دعویٰ بعینہ ثابت ہو گیا۔ آپ کے الفاظ یہ ہیں:۔

> اور کشمیر کی تاریخی کتابیں جو ہم نے بڑی محنت سے جمع کی ہیں جو ہمارے پاس موجود ہیں ان سے بھی مفصلاً یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک زمانہ میں جو اس وقت شمار کی رو سے دوہزار برس کے قریب گذر گیا ہے ایک اسرائیلی نبی کشمیر میں آیا تھا جو بنی اسرائیل میں سے تھا اور شہزادہ نبی کہلاتا تھا۔ اب ظاہر ہے کہ یہ کتابیں تو میری پیدائش سے بہت پہلے کشمیر میں شائع ہوچکی ہیں۔ پس کیونکر کوئی خیال کر سکتا ہے کہ کشمیریوں نے افترا کے طور پر یہ کتابیں لکھی تھیں۔ ان لوگوں کو افترا کی کیا ضرورت تھی۔۔۔[24]
>
> ماسوا کتاب یوزآسف کے خاص سری نگر میں جہاں قبر ہے پرانے نوشتے اور تاریخی کتب پائی گئیں ہیں جن میں اس کا نبی یوزآسف اور اسے عیسیٰ نبی اور شہزادہ نبی کہنا لکھا ہے۔: یہ نبی جس کا نام یوزآسف ہے اور اسے عیسی نبی بھی کہتے ہیں اور شہزادہ نبی کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں۔ یہ بنی اسرائیل کے نبیوں میں سے ایک نبی ہے جو اس پرانے زمانہ میں کشمیر میں آیا تھا۔ جس کو ان کتابوں کی تالیف کے وقت تک قریباً سولہ سوبرس گزر گئے تھے۔۔۔اس قسم کی تحریریں کشمیر کے باشندوں کے پاس کچھ تھوڑی نہیں اور میں نے سنا ہے کہ اس جگہ کے ہندوؤں کے پاس بھی اپنی زبان میں ایک کتاب ہے جس میں اس شہزادہ نبی کا ذکر ہے۔[25]
>
> اور ان کی پرانی کتابوں میں لکھا ہے کہ یہ ایک نبی شہزادہ ہے جو بلاد شام کی طرف سے آیا تھا۔ جس کو قریباً انیس سو برس آئے ہوئے گزرے اور ساتھ بعض شاگرد تھے اور وہ کوہ سلیمان پر عبادت کرتا رہا اور اس کی عبادتگاہ پر ایک کتبہ تھا جس

---

[24] براہین پنجم ۱۹۰۵ء

[25] ریویو آف ریلیجنز ۱۹۰۳

کے یہ لفظ تھے کہ یہ ایک شہزادہ نبی ہے جو بلاد شام کی طرف سے آیا تھا۔ نام اس کا یوز ہے۔ پھر وہ کتبہ سکھوں کے عہد میں محض تعصب اور عناد سے مٹایا گیا۔ اب وہ الفاظ اچھی طرح پڑھے نہیں جاتے (تریاق القلوب اور مواہب الرحمٰن ۱۹۰۳)۔

جب اس قدر صراحت کے ساتھ کشمیری تاریخی اور کتابتی ماخذوں میں یہ بات بیان کی گئی ہے اور بانی جماعت احمدیہ نے یہ بات کشمیر سے دوبارہ دریافت کرالی جیسا کہ اوپر پیش کئے گئے ثبوتوں سے اظہر من الشمس ہے تو انہوں نے اپنا دعویٰ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کشمیر میں ہے ثابت کر دیا۔ اور یہ وہ شہادت ہے جو قرآنِ کریم اور احادیثِ مبارکہ کی کسوٹی پر بھی پوری اترتی ہے۔ وہ اس طرح کہ بانی جماعت احمدیہ نے کشمیر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کے نظریہ کی بنیاد سورۃ مومنون کی آیت ۵۰ (بسم اللہ سمیت ۵۱) پر رکھی ہے۔ اس آیت میں مذکور ربوۃ یعنی اونچے مقام سے مفسرین کی ایک بڑی تعداد نے وہ ''اقرب الارض الی السماء'' (زمین پر آسمان سے قریب ترین زمین) مراد لی ہے جو ذات قرار ہے اور جہاں تازہ پانی کی بہتات ہے۔ چونکہ ۱۸۹۵ء میں دستیاب جدید سائنسی علوم کی مدد سے یہ جاننا ممکن ہو چکا تھا کہ نصف درجن کے قریب جن مقامات کو مفسرین نے ربوۃ قرار دیا تھا وہ اس تعریف پر پورے نہیں اترتے بلکہ قدیم دنیا (ایشیا، یورپ اور افریقہ) میں ایسا بلند ترین مقام جو آسمان کے قریب ترین ہو، جہاں ہر طرف پانی بہتا ہو اور جو ذات قرار بھی ہو یعنی جہاں تبت و لداخ جیسی پر صعوبت زندگی نہ ہو وہ کشمیر ہو سکتا ہے، اس لئے اس آیت مبارکہ پر غور ضروری ہو گیا تھا۔ جب اس نکتۂ نظر پر جس کے بارے میں دو معتبر اشخاص کی شہادتیں موجود تھیں تحقیق کی گئی تو اس کی تائید میں نتائج سامنے آئے اور یہ بات ثابت ہو گئی کہ اہل کشمیر کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کشمیر میں ہی ہے۔

مزید گواہیاں

اس ضمن میں خلیفہ نور الدین جمونی اور حکیم نورالدین بھیروی صاحبان کے علاوہ تیسری گواہی ابو سعید عرب صاحب کی ہے جنہوں نے کشمیر سے واپس آکر مرزا صاحب کی مجلس میں بیان کیا کہ عام لوگ تو اب تک نبی صاحب یا عیسیٰ کی قبر کہتے ہیں لیکن علماء نے ایسا کہنا چھوڑ دیا ہے (۲۳ ملفوظات اکتوبر ۱۹۰۷ء)۔

یہ گواہی بھی وانچو نسخہ ورق ۶۹ کے عین مطابق ہے۔

۱۹۱۵ء میں انزمرہ کے ایک بوڑھے شخص کا بیان ریکارڈ کیا گیا ہے جس نے یوزآسف کو یسوع پیغمبر کہا اور ایک تاریخ کی کتاب کا حوالہ دیا:

> میرے جو دادا صاحب تھے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ یہاں روضہ بل میں ایک شہزادہ نبی کی قبر ہے۔ جن کا اسم شریف یسوع پیغمبر ہے۔ جو آجکل یوزاُسف کے نام سے کشمیر سری نگر میں مشہور ہیں۔ اور یہ تواریخِ کشمیر میں بھی لکھا ہوا ہے۔ پھر ہم نے ان لوگوں سے معلوم کیا جو اس وقت وہاں پر موجود تھے۔ وہ بھی یہی کہنے لگے اور اس کے خلاف کسی نے نہ کہا۔۔۔ اس روضہ شریف کے اندر صرف دو قبریں ہیں۔ ایک چھوٹی اور ایک بڑی۔ جو بڑی ہے وہ حضرت یسوع پیغمبر کی قبر مشہور ہے۔ اس کے سر پر ایک پتھر ہے جس پر دو پیروں کے نشان لگے ہوئے ہیں۔ اور یہ پتھر قدمِ رسول کے نام سے مشہور ہے[26]۔

یہ گواہی بھی وانچو نسخہ ورق ۶۹ کے عین مطابق ہے۔

---

[26] روضہ بل خانیار۔ الفضل ۷ ستمبر ۱۹۱۵۔ ص ۵ کالم ۲ اور ۳ اور ص ۶ کالم ۱

ایک اور گواہی کے مطابق قبر پر ایک ضعیف العمر مجاورہ نے بتایا کہ یہ یسوع مسیح کی قبر ہے۔ یہ نبی اللہ کی قبر ہے۔ جو دور دراز ملکوں سے ہوتے کابل ہوتے ہوئے یہاں آئے۔ اور یہاں پر پند ونصائح کرتے رہے۔ اس کو شہزادہ نبی بھی کہتے ہیں۔ عیسیٰ صاحب بھی کہتے ہیں یسوع مسیح بھی کہتے ہیں[27]۔ اسی طرح حافظ آباد پنجاب میں مزدوری کی غرض سے آنے والے کشمیریوں سے جب سری نگر کی قبروں کا پوچھا گیا تو سب سے پہلے انہوں نے عیسیٰ صاحب کی قبر کا ہی نام لیا[28]۔

یہ گواہیاں بھی وانچو نسخہ ورق ۶۹ کے عین مطابق ہیں۔

سید زین العابدین ولی اللہ شاہ کو ۱۹۳۴ میں کشمیر سے ایک قلمی تاریخ عربی میں دستیاب ہوئی تھی جس کے دو متعلقہ صفحات کا انہوں نے فوٹو کھینچ لیا۔ اس میں مذکور تھا کہ یوزآسف ایک شیخ کبیر تھا۔ جو باہر سے کشمیر آیا اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتا بیماروں کو دعا سے صحت دیتا۔ شروع میں بہت غمگین رہتا تھا لیکن کشمیر میں تقریباً ۶۵ برس رہنے اور بہت اہل کشمیر کی اصلاح کے بعد اس کے ہموم نفس دور ہو گئے۔ جب کشمیر آیا اس کے ہاتھ پاؤں متورم رہتے تھے مگر بعد میں اچھے ہو گئے۔ اس کے دس حواری تھے جنہیں اس نے نہلایا۔ وہ بیماروں کو شفا دیتا تھا۔[29] یہ تصاویر اب منظرِ عام پر نہیں ہیں اس لئے اس بارے میں سرِ دست مزید کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ محمد اعظم دیدہ مری نے بھی تاریخی اعظمی صفحہ ۳۴ پر لکھا ہے کہ گوپانند کے زمانے میں اس زیارت گاہ کی مغربی دیوار سے بوئے نافہ (مشک کی خوشبو) آتی تھی۔ وجیز التواریخ میں ہے کہ "گوپند دراں وقت راجہ گوپانند فرمانرائے این شہر بودہ در این آمدہ" کہ کہتے ہیں کہ راجہ گوپانند فرمانروا تھا جب آپ اس شہر میں آئے۔ تاریخی اعظمی کشمیر میں لکھا ہے "کہتے ہیں کہ اس سنگِ تربت کے نیچے ایک پیغمبر مدفون ہے اسی وجہ سے یہ مقام "مقام پیغمبر" کے نام سے شہرت رکھتا ہے... نیز یہ بھی کہتے ہیں کہ راجہ گوپانند کہ اس شہر کا حاکم تھا کے وقت میں زیارت گاہ کی مغربی دیوار کے سوراخ سے بوئے نافہ آتی تھی۔۔ میر سیف الدین بیگ نے خلاصۃ التواریخ میں لکھا ہے کہ یوزآسف گوپادتیہ کے عہد کے لگ بھگ ہوئے ہیں جس نے کوہِ سلیمان پر ایک معبد بنوایا تھا۔[30]

خلاصہ یہ کہ پہلے تحقیقی دعوے کا شہادتی تجزیہ یہ واضح کرتا ہے کہ دیگر دو تحقیقی دعاوی کے لئے بھی وانچو مخطوطہ ورق ۶۹ ہی کلید کی حیثیت رکھتا ہے۔ کشمیر میں فارسی تحریرات میں سب سے پہلے اسی مخطوطہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کشمیر آنے اور یسوع اور یوزآسف کہلانے اور محلہ خانیار میں آپؑ کی قبر ہونے کا بالکل دوٹوک بیان موجود ہے۔

تحقیقی مواد میں جعلسازی اور تصرفِ مجرمانہ

وقائع کشمیر کے جس بیان کو محمد اعظم دیدہ مری واقعاتِ کشمیر میں " قصہ دور دراز " کہہ کر ٹال گئے تھے اسے کشمیر میں عبدالرسول شیوا کے بیٹے پیرزادہ حسن شاہ زونیمری کھوئیہامی نے ایک تاریخی جعلسازی کے ذریعہ بدل ڈالا۔ اور اس جعلی حوالے میں یوذآسف کو زین العابدین بڈشاہ کے زمانے کا ایک شخص بنا کر پیش کر دیا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اصل عبارت اور تحریف شدہ عبارت کا حجم بالکل برابر ہے۔ اس کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ جب یہ نہایت ضخیم تاریخ ۱۸۸۰ء کی دہائی کے وسط میں مکمل ہوئی تو اس میں درست عبارت موجود تھی لیکن ۱۸۹۰ء کی دہائی میں جبکہ بانی جماعت احمدیہ کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا اعلان کشمیر پہنچا اور کشمیری جماعت احمدیہ میں شامل ہونے شروع ہوئے تو معاملہ کھل جانے کے خوف سے عمائدینِ کشمیر کے زور دینے اور اپنی ذاتی مخالفت ہر دو کے باعث غلام حسن نے اصل عبارت کو خارج کر کے اس کے حجم کے

---

[27] تحقیقِ جدید صفحات ۶۲ اور ۶۳۔ اس مقام پر منشی صاحب نے مزار پر کشفاً ایک نظارہ دیکھنے کا ذکر کیا ہے جسے وہ رؤیا لکھتے ہیں۔ انہوں نے دیکھا کہ یہ مزار ایک بڑے دریا کے کنارے پر واقع ہے۔ اسی روز ان کو مولوی عبداللہ صاحب وکیل نے جنہوں نے بعد میں اس مزار کو عیسیٰ صاحب کا مزار ماننے سے انکار کر دیا تھا بتایا کہ پرانی تاریخِ کشمیر میں لکھا ہوا ہے کہ یہ مزار لب دریا واقعہ تھا (ص ۶۵ .)

[28] ایضاً صفحات ۶۶ اور ۶۷

[29] تحقیق جدید صفحات ۵۱ اور ۵۲

[30] ورق ۷ طرف ب سطر ۸ بحوالہ خواجہ نذیر ص ۳۶۸ ایڈیشن دوم

برابر ایک مضحکہ خیز عبارت تاریخ حسن میں شامل کر دی۔ اس کارنامے میں غلام حسن کے ہمراز محمد الدین فوق مصنف مکمل تاریخ کشمیر کے علاوہ مولانا عبدالحلیم شرر بھی تھے جن سے اس خود ساختہ حوالے کی بنیاد پر ایک ناول ''یوزآسف'' بھی لکھوایا گیا جواب ناپید ہے۔

جہاں وقائع کشمیر کی اصل عبارت کشمیر کی سنسکرت اور فارسی تواریخ کے ساتھ مکمل ہم آہنگ ہے وہاں غلام رسول کی ایجاد کردہ عبارت کے کسی ایک بھی فقرے کو نہ عقل قبول کرتی ہے اور نہ کشمیر کی تاریخ و آثار سے اس کے مندرجات کی تائید میں ایک بھی ثبوت فراہم ہوتا ہے۔ یہ عبارت اس حد تک بودی ہے کہ اسے مولوی سعادت کشمیری اور اس قماش کے دو ایک مصنفین کے علاوہ کسی نے درخورِ اعتناء نہیں جانا لیکن اس عبارت سازی کی وجہ سے یہ ضرور ہوا وقائع کشمیر کے وانچو خاندان کے نسخہ کی عبارت کی صحت ہمیشہ کے لئے ثابت ہو گئی۔

وقائع کشمیر کی اصل عبارت	غلام حسن کھوئیہامی کی تحریف شدہ عبارت
وبالائی کوہ سیمان کنبدی شکستہ بود وبرای تعمیرش یکجا از وزرائے خود نامی سلیمان کہ از پارس آمدہ بود تعین نمود ھندواں اعتراض کردند کہ او غیر دین ملیچ است دریں وقت حضرۃ یوزاٗسف از بیت المقدس منجانب وادی اقدس مرفوع شدہ دعویٰ پیغمبری کرد شب و روز در عباد[ت ب]اری تعالیٰ اٗسودو در تقوی وپٗارسای بدرجہ اعلیٰ رسیدہ خود رابرسالت اہل کشمیر مبعوث گ[مار]ید و بدعوت خلائق اشتغال نمود زیرا کہ کثیر مردمان خطہ عقیدت مند انحضرۃ بودند راجہ کوپادت اعتراض ھندوان سپرداو کردو بحکم آنحضرۃ سلیمان کہ ھندواں نامش سندیمان دادند تکمیل کنبد مذکور کرد[----------]و چہار نیز بر نردبان نوشت کہ درینوقت یوزآسف دعویٰ پیغمبری میکند وبر دیگر سنگ نردبان ھم نوشت کہ ایشاں یسوع پیغمبر بنی اسرائیل است درکتابی ھندواں دیدہ ام کہ آنحضرۃ بعینہ حضرۃ عیسیٰ روح اللہ ھو نبیناٗ علیہ الصلوٰۃ[والسلا]م بودونام یوزاٗسف ھم کرفت والعل[م]عند اللہ عمر خود درایں بسر برد[کرد؟] بعد رحلت در محلہ انزمر اٗسود و نیز میکویند کہ بروضہ اٗنحضرۃ انوار نبوت جلوہ کرمی باشند۔	اما صاحب وقائع ملک کشمیر کہ در عہد سلطان زین العابدین بود روایت میکند کہ سلطان از جانبِ خود سید عبداللہ بیہقی را باتحائف و نفائسِ فراواں بطور سفارت نزد خدیوِ مصر فرستادہ و بابت استحکام رابطۂ محبت و اخلاص را سلسلہ جنبانی نمود۔ پس خدیوِ مصر از جانبِ خود یوزاسپ نام شخصے راکہ از احفادِ حضرت موسیٰ پیغمبر علیہ السلام بود بکملاتِ صوری و معنوی فریدِ دہر ویگانۂ عصر بود نزد سلطان زین العابدین بطریقِ رسالت معمور ساخت۔ چوں سفیرِ مذکور وارد خطۂ دلپذیر گشت باسلطان رابطۂ اخلاص درست کردہ و مراسمِ رسالت بجا آوردہ واپس مراجعت نمود۔ بعد چندگاہ بمرافقت سید نصیر الدین بیہقی کہ از احفادِ سید علاؤالدین بیہقی است از طرف سلطان در نزد شریفِ مکہ بطور رسالت وکالت رفتہ بود باز آمدہ۔ واز جانب شریف مکہ بنام سلطان نامہ کہ از پند ونصائح مشحون بودآوردند ودرمیان نامہ سورہ واقعہ بخط کوفہ کہ مملو از خوف ورجاست ملفوف بود کہ مطابق مضمون ہمیں سورہ عمل باید کرد یعنی از خوفِ خدا باید ترسید۔ پس یوزآسف بموانست و مجالست سیّد نصیرالدّین بیہقی عمر خود درینجا بسر برد فقط واز مرقد شریف او ایمائے نوشت۔[31]

[31] تاریخ حسن از غلام حسن کھویہامی۔ صفحات ۱۴۹اور ۱۵۰۔

۲۔ مرزا صاحب کا دوسرا تحقیقی دعویٰ

دعویٰ: سرینگر میں تختِ سلیمان کی پہاڑی پر ایسے کتبات موجود تھے جن میں لکھا ہوا تھا کہ یوز آسف ملک شام سے کشمیر آیا تھا۔

اور ان کی پرانی کتابوں میں لکھا ہے کہ یہ ایک نبی شہزادہ ہے جو بلاد شام کی طرف سے آیا تھا۔ جس کو قریباً انیس سو برس آئے ہوئے گزرے اور ساتھ بعض شاگرد تھے اور وہ کوہ سلیمان پر عبادت کرتا رہا اور اس کی عبادتگاہ پر ایک کتبہ تھا جس کے یہ لفظ تھے کہ یہ ایک شہزادہ نبی ہے جو بلاد شام کی طرف سے آیا تھا۔ نام اس کا یوز ہے۔ پھر وہ کتبہ سکھوں کے عہد میں محض تعصب اور عناد سے مٹایا گیا۔ اب وہ الفاظ اچھی طرح پڑھے نہیں جاتے۔[32]

شواہد:

تحقیقی دعویٰ	ثبوت	تبصرہ
اور ان کی پرانی کتابوں میں لکھا ہے کہ یہ **ایک نبی شہزادہ ہے جو بلاد شام کی طرف سے آیا تھا۔**	۔در یں وقت **حضرۃ یوزآسف از بیت المقدس منجانب وادی اقدس مرفوع شدہ دعویٔ پیغمبری کرد۔** (وقائع کشمیر)	On southern flank wall on the stairs. Depicted on another "stone of stairs". Replaced after inscription was translated into Persian
جس کو قریباً انیس سو برس آئے ہوئے گزرے اور ساتھ بعض شاگرد تھے اور وہ کوہ **سلیمان پر عبادت کرتا رہا**	شب و روز در عباد[ت ب]اری تعالیٰ اُسودودر تقوی و پارسای بدرجہ اعلیٰ رسیدہ خود را برسالت اہل کشمیر مبعوث گ[مار]ید و بدعوت خلائق اشتغال نمود زیرا کہ کثیر مردمان خطہ عقیدت مند انحضرۃ بودند راجہ **کوپادت اعتراض هندوان سپرداو کردو بحکم آنحضرۃ سلیمان کہ هندواں نامش سندیمان دادند تکمیل کنبد مذکور کرد۔** (وقائع کشمیر)	
	[سندیمان / سلیمان]۔۔۔ تکمیل کنبد مذکور کرد[۔۔۔]وچہار	On northern flank wall of the stairs. Depicted on a "stone of stairs". Replaced after inscription was translated into Persian
اور اس کی عبادتگاہ پر ایک کتبہ تھا جس کے یہ	[۔۔۔۔۔۔۔۔۔]و چہار نیز بر نردبان	

---

[32] تریاق القلوب و مواہب الرحمٰن ۱۹۰۳

لفظ تھے کہ یہ ایک شہزادہ نبی ہے جو بلاد شام کی طرف سے آیا تھا۔ نام اس کا یوز ہے۔	نوشت کہ درینوقت یوزآسف دعویٰ پیغمبری میکند	
اور ان کی پرانی کتابوں میں لکھا ہے کہ یہ ایک نبی شہزادہ ہے جو بلاد شام کی طرف سے آیا تھا۔	وبر دیگر سنگ نردبان ھم نوشت کہ ایشاں یسوع پیغمبر بنی اسرائیل است ۔ (وقائع کشمیر)	On the second step of Stairs. Depicted on another "stone of stairs". Replaced after inscription was translated into Persian
	Illustration of ancient buildings in Kashmir میں میجر کول ۱۸۶۹ء میں دو مسخ شدہ کتبات کا ذکر کرتا ہے جو ان دونوں پہلو کی دیواروں پر تھے جو سیڑھیوں کے دونوں طرف ہیں۔ اس کے بقول یہ بھی فارسی میں تھے۔	
پھر وہ کتبہ سکھوں کے عہد میں محض تعصب اور عناد سے مٹایا گیا۔ اب وہ الفاظ اچھی طرح پڑھے نہیں جاتے	غلام حسن کھویہامی نے اس عبارت کی مکمل تصدیق کی ہے:- چند گاہ وقتیکہ سنگانِ لاہور متصرف کشمیر شدند اہل خلاف بنا بر تعصب ذاتی عبارتیکہ بر سنگ منقوش بود محو کردند چنانچہ اثر حروف آن ہنوز باقی است لیکن خوانده نمی شود۔ (تاریخ حسن جلد سوم۔ ۱۳۰۵ ہجری۔ ص۔ ۵۰)	

تختِ سلیمان پر جن کتبات کا ذکر بانی جماعت احمدیہ نے کیا ہے ان کی موجودگی غلام حسن کھویہامی نے بھی بیان کی ہے لیکن جس طرح اس نے وقائع کشمیر کے متعلقہ حوالے کو تبدیل کر دیا ہے اسی طرح اس نے یہاں بھی پیغمبری کی جگہ "پیغمبرزادگی" کے اضافے سے سارا مفہوم تبدیل کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن اس کی کتاب کے قلمی نسخہ میں اس تبدیلی سے قبل اس قلمی نسخہ کی مدد سے اس تاریخ کا پہلا اردو ترجمہ تیار ہوا تھا جس میں "پیغمبری" کے الفاظ ہیں اور باقی سب نسخوں میں "پیغمبرزادگی" کے الفاظ جعلی عبارت کے مطابق تبدیل کر دیئے گئے ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو واقعات کشمیر از دیدہ مری سمیت تولیت نامے اور تمام دیگر تحریرات میں کسی ایک میں تو "پیغمبر زادگی" کا لفظ ہوتا لیکن ایسا نہیں ہے جو اس جعلسازی کا بیّن ثبوت ہے۔ اصل اور محرّفہ عبارتوں دونوں کے فوٹو اس مضمون میں شامل ہیں جو اگلے صفحات پر دیکھے جاسکتے ہیں۔ لیکن پہلے محرفہ الفاظ اور ان پر تاریخِ حسن کے ایڈیٹروں کے تبصرہ جات درج ہیں۔

عبارت تاریخ حسن کھویہامی	تبصرہ
زیشٹی شور۔ بر قلہ ٔ کوہِ سلیمان راجہ سندیمان در ۲۸۰ ک آباد کردہ است و در ۲۶۴ ک راجہ گوپادت ترمیم آں کردہ بُود و در ۱۵۷ ک بارِ دوم راجہ للتادت مرمت آں نمود۔ چوں سلطان محمود در صحنِ آں نمازِ پیشین خواندہ بود بنا براں سلطان سکندر در انہدامِ آں تردد نمود۔ لیکن بحادثہ زلزلہ سنگ مدارِ سقف آں شکستہ شد۔ سلطان زین العابدین در ۸۴۷ ہجری چہار ستونِ سنگین اقامہ سقفِ آں استوار نمود۔ چنانچہ بریک ستون دو سطر منقوش است۔ سطر اوّل ایں ستون برداشت خواجہ رکم بن مرجان سال پنجاہ و چہار کشمیری ۔ سطر دوم معمارِ ایں ستون راجی ہشتی زرگر پنجاہ و چہار و نیز بردیوار شمالی نردبانِ سنگین آن منقوش بود) دریں وقت یوزاسپ نام جوانی از مصر آمدہ دعویٰ پیغمبر زادگی میکند سال پنجاہ و چار و در حکومت گلاب سنگہ اہل خلاف آں محو کردہ اند و ہنوز اثرش باقی است۔۔۔ حسن قلمی نیشنل لائبریری اسلام آباد ورق ۱۶۰۔ حسن اول ۲۰۱۲:۳۹۵۔ شیخ غلام محی الدین گنبد آں مرمت نمودہ۔مہاراج گلاب سنگہ نردبان کوہراترمیم ساخت۔	تاریخ حسن کے دوسرے ایڈیشن کے ایڈیٹر نے یہ نوٹ دیا ہے کہ: "... و آنکہ دریں کتاب مذکور است کہ شخصے "یوذ آسپ" نام از مصر آمدہ دعویٔ پیغمبری می کرد کلّیۃً محقق نگشتہ است"۔ یعنی یہ کہنا کہ اس کتاب میں یہ لکھا ہے کہ ایک شخص یوذآسپ نام مصر سے آیا اور دعویٔ پیغمبری کیا یہ کلیتا ثابت نہیں ہے۔ یہ نوٹ بتاتا ہے کہ ایڈیٹر کے علم میں ایک ایسا مأخذ کم از کم تھا جہاں پیغمبر زادگی کی بجائے پیغمبری کے الفاظ تھے۔چوتھے کتبے کا اس نے کوئی ذکر نہیں کیا جس کی عبارت نسخہ وانچو کے مطابق یہ تھی کہ ایشاں یسوع پیغمبر بنی اسرائیل است۔ کہ آپ یسوع پیغمبرِ بنی اسرائیل ہیں ۔ماہر آثارِ قدیمہ کشمیر فدا حسنین کے بقول یہی عبارت مفتی غلام نبی خانیاری کی کتاب وجیز التواریخ فارسی قلمی نسخہ یونیورسٹی آف کشمیر لائبیریری جلد اول ورق ۵۴ پر بھی دی گئی ہے۔بقول فدا حسنین وجیز التواریخ میں یہ کتبہ یوں ریکارڈ کیا گیا ہے:" ان ستونوں کے تعمیر کرنے والے ہستی زرگر سال ۵۴ اور خواجہ رکن این مرجان ۔یوز آصف نے دعویٰ پیغمبری کیا سال ۵۴۔"
والد راقم الحروف عبدالرسول شیوا میفرمود کہ من در ایام طالب علمی ہمراہ استادِ خود مُلّا عبیداللہ بر کوہ سلیمان رفتہ بودم و بر سنگ نردبان بتخانہ بخط ثلث نوشتہ دیدم کہ درینوقت یوزاسپ نام جوانے از مصر آمدہ دعویِ پیغمبر زادگی میکند سال پنجاہ و چہار از سنہء کشمیری۔ بعد چند گاہ وقتیکہ سنگانِ لاہور متصرف کشمیر شدند اہل خلاف بنا بر تعصب ذاتی عبارتیکہ بر سنگ منقوش بود محو کردند چنانچہ اثر حروف آں ہنوز باقی است لیکن خواندہ نمیشود۔	

۳۔ مرزا صاحب کا تیسرا تحقیقی دعویٰ

دعویٰ: تاریخ کی کتابوں میں بھی یہ بات لکھی ہے کہ یہ ایک شہزادہ نبی، بنی اسرائیلی تھا جو چھ سو برس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل گزرا ہے۔ اسے عیسیٰ نبی اللہ بھی لکھا گیا ہے۔ میں نے سنا ہے کہ اس جگہ کے ہندوؤں کے پاس بھی اپنی زبان میں ایک کتاب ہے جس میں اس شہزادہ نبی کا ذکر ہے۔

> اور کشمیر کی تاریخی کتابیں جو ہم نے بڑی محنت سے جمع کی ہیں جو ہمارے پاس موجود ہیں ان سے بھی مفصلاً یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک زمانہ میں جو اس وقت شمار کی رو سے دو ہزار برس کے قریب گذر گیا ہے ایک اسرائیلی نبی کشمیر میں آیا تھا جو بنی اسرائیل میں سے تھا اور شہزادہ نبی کہلاتا تھا۔ اب ظاہر ہے کہ یہ کتابیں تو میری پیدائش سے بہت پہلے کشمیر میں شائع ہوچکی ہیں۔ پس کیونکر کوئی خیال کر سکتا ہے کہ کشمیریوں نے افترا کے طور پر یہ کتابیں لکھی تھیں۔ ان لوگوں کو افترا کی کیا ضرورت تھی۔۔۔[33]
>
> کشمیر کی پرانی تاریخی کتابیں جو ہمارے ہاتھ آئیں ان میں لکھا ہے کہ یہ ایک نبی بنی اسرائیل میں سے تھا جو شاہزادہ نبی کہلاتا تھا(براہین پنجم ۱۹۰۵ء)۔ ماسوا کتاب یوزآسف کے خاص سری نگر میں جہاں قبر ہے پرانے نوشتے اور تاریخی کتب پائی گئیں ہیں جن میں اس کا نبی یوزآسف اور اسے عیسیٰ نبی اور شہزادہ نبی کہنا لکھا ہے۔: یہ نبی جس کا نام یوزآسف ہے اور اسے عیسی نبی بھی کہتے ہیں اور شہزادہ نبی کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں۔ یہ بنی اسرائیل کے نبیوں میں سے ایک نبی ہے جو اس پرانے زمانہ میں کشمیر میں آیا تھا۔ جس کو ان کتابوں کی تالیف کے وقت تک قریباً سولہ سو برس گزر گئے تھے۔۔۔اس قسم کی تحریریں کشمیر کے باشندوں کے پاس کچھ تھوڑی نہیں اور میں نے سنا ہے کہ اس جگہ کے ہندوؤں کے پاس بھی اپنی زبان میں ایک کتاب ہے جس میں اس شہزادہ نبی کا ذکر ہے۔[34]
>
> ہمیں معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ کشمیر کی پرانی تحریروں میں بھی اس کا تذکرہ ہے۔۔۔ حال میں مسلمانوں کی تالیف بھی چند پرانی کتابیں دستیاب ہوئی ہیں جن میں صریح یہ بیان موجود ہے کہ یوزآسف ایک پیغمبر تھا جو کسی ملک سے آیا تھا اور شہزادہ بھی تھا۔ اور کشمیر میں اس نے انتقال کیا۔ اور بیان کیا گیا ہے کہ وہ نبی چھ سو برس پہلے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے گزرا ہے۔[35]

شواہد:

۱۴۱۰ سے ۱۸۳۲ء تک اس قبر کو یسوع یوزآسف کی قبر کہا جانا

یہ سب امور جن کا دعویٰ کیا گیا ہے ملا احمد کی وقائع کشمیر کے وانچو نسخہ کے فولیو۶۹ پر موجود ہیں جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے۔ اس کتاب کی تالیف کے ۱۶۴۲ میں ملا احمد کی اس بات کی تصدیق دوبارہ ہوئی کہ عیسیٰ علیہ السلام کا کشمیر آنا اہل کشمیر میں معروف تھا۔ شاہ جہان کے درباری شاعر قدسی مشہدی نے مثنویٔ کشمیر میں لکھا کہ:

---

[33] براہین پنجم ۱۹۰۶ء

[34] ریویو آف ریلیجنز ۱۹۰۳ء

[35] راز حقیقت

اعجازِ مسیحامید ہد یاد[36]

۱۷۴۷ء میں محمد اعظم دیدہ مری نے واقعاتِ کشمیر میں لکھاہے کہ عوام میں مشہور ہے کہ اس جگہ ایک پیغمبر آسودہ ہیں۔ جو سلاطین زادہ تھے اور مردم کشمیر کی رسالت پر مبعوث ہوئے تھے۔ وہ لکھتے ہیں انہوں نے ایک کتاب میں ایک دور دراز قصے کے بعد یہ لکھا پایا ہے۔
۱۷۸۰ء میں سری نگر کے قاضی مفتی ملا فاضل نے اس قبر کی تولیّت کا فیصلہ تحریر کیا تو یہی بات دہرائی اور وقائع کشمیر کا مزید تتبع کرتے ہوئے لکھا کہ صاحبِ قبر یوزآسف پیغمبر راجہ گوپانند کے زمانے میں ہوا ہے جس نے تختِ سلیمان پر عمارت بنوائی تھی۔ انہوں نے مزید لکھا کہ ۸۷۱ہجری (۱۴۶۶عیسوی) میں یہاں سید نصیر الدین کی تدفین ہوئی جو حضرت امام موسیٰ کاظم کی نسل سے تھے۔
۱۱۹۴ خادم شرع محمدی مفتی ملا فاضل

> دریں ولا در محکمہ علمیہ عافیہ دار العدالت فقایا حاضر آمدہ مسمی رحمان خان ولد امیر یار کرلور حال ہمیں سنہ کہ بزیارت شریف یوز آسف پیغامبر علیہ السلام مرقد یکہ مشتمل بر صرف امراء ووزرا و سلاطین و رؤساو عوام و خواص براہ نذر و نیاز مرشد آں راکلیتا و بے حقدار است۔ دیگر آں را اند مداخلت امتناع بود بعد اخذ شہادت ہمچنیں ثابت شد کہ در عہدِ حکومت راجہ گوپانند کہ بانیٔ عمارت کوہ سلیمان وبُت خانہا بسیار است شخصے مرتاض و مفرد است۔ روز و شب از ریاضت و عبادت خداوند تعالیٰ نمے آسود۔ الثر در خلوت میگزارند تا آنکہ بعد فروشدن آب طوفان نوح کشمیر آباد شدہ بود و مردمان ہمگی وبُت پرستی اشتغال دروز دیدند۔ یوزآصف پیغامبر بر رسالت مردمانِ کشمیر مبعوث شدہ۔ براہ توحید میخواند تا سال اجلش در رسید و ممات یافت کہ در ایں زمان باسم روضہ بل مشہور است بسال ۸۷۱ہجری سید نصیر الدین از اولاد امام موسیٰ علی رضا است۔ بجوار یوزآصف تدفین گزید۔ چونکہ زیارت گاہ مرجع خواص و عوام است و رحمان خان مذکور از قدیم نسلا بعد نسل خادم زیارت گاہ است ہمیں قدر کہ اعالی و اسافل نذر و نیاز میرسد۔ وے حقدار است دیگراں را استحقاقے ورثے نیست۔ لہذا وثیقہ ہذا سند باید۔ المرقوم ۱۱ جمادی الثانی ۱۱۹۴ہجری۔
>
> العبدہ
>
> دستخط گواہان

۱۸۳۲ میں جب جوزف وولف[37] کابل اور پشاور کے درمیان سفر کر رہا تھا تو ۱۶ مئی ۱۸۳۲ کو اسے ایک کشمیری ملاں عبد القادر نامی نے بتایا کہ:
In the time of Jesus, the city was destroyed, and Parwarzeen built the present Cashmere.[38]

---

[36] مطبوعہ ۱۳۲۲ہجری۔ ص ۷۷۶ دیوانِ حاجی محمد جان قدسی مشہدی (۱۰۵۶)۔ انتشارِ دانشگاہِ فردوسی۔ مشہد۔۔۱۳۷۵ہجری شمسی۔ ایران

[38] Journals of Rev. Joseph Wolff Vol.2. p. London 1861, The Calcutta Christian Observer, vol:1 no. Vii.p.336 Dec.1832.

یعنی عیسیٰؑ کے وقت میں شہر تباہ ہو گیا تھا۔ اور موجودہ کشمیر (سری نگر۔ ناقل) کو پرورسین نے تعمیر کیا[39]۔ کشمیر کی تواریخ بھی یہی بتاتی ہیں کہ پرورسین نے سری نگر کو جدید بنیادوں پر بسایا۔

۱۸۶۲ء میں ایک برطانوی سیاح نے لکھا کہ اسے جموں میں مہاراجہ گلاب سنگھ نے بتایا کہ اس کے قبضے میں ایک کتاب ہے جس میں لکھا ہے کہ ان علاقوں میں مسیحیت یسوع کی وفات کے ۱۵۰ برس بعد پھلی پھولی (J. Higginbotham. Bombay Miscellany. May to October 1862. P. 384.Vol. 1v. Agra.)۔

> But the most singular portion of our conversation, originated by himself, related to the introduction of Christianity into his dominions. He told me that records existed, and a learned Pundit was called to read a portion to me (I unfortunately did not understand a word of what he read), to prove that Christianity prevailed in these hills one hundred and fifty years after the death of Jesus Christ; that he felt assured that many years would not elapse before the land would be Christianised ; and that he had, at the suggestion of the son of Anund Musseh (an ordained minister, connected with the Church Missionary Society at Delhi, Agra, and Meerut), recently in his confidential service, as a tutor, added the symbol of the cross, with the letters " I. H. S., " to the inscription on his coin (the Hureesingee rupee, worth ten annas). These rupees are to be found in all the large towns of the Punjab adjoining the Jumoo dominions, especially at Umritsur.[40]

۷ نومبر ۱۹۰۱ء کو امریکی سیاح D.D. Dickson کا یہ بیان ریکارڈ پر ہے کہ کشمیر کے ایک پنڈت نے مجھے کہا کہ میرے پاس سنسکرت زبان میں ایک کتاب ہے جس میں مسیح کے حالات لکھے ہوئے ہیں[41]۔ ڈی ڈی ڈکسن[42] نے بتایا کہ:

> مسیح کی قبر کشمیر کے بیان کے سلسلہ میں اس نے بتایا کہ میں نے ایک سکہ دیکھا ہے جس پر لکھا تھا کہ میں شہنشاہ اور نجات دہندہ ہوں۔ اس نے یہ بھی کہا کہ کشمیر کے ایک پنڈت نے مجھے کہا کہ میرے پاس سنسکرت زبان میں ایک کتاب ہے جس میں مسیح کے حالات لکھے ہوءے ہیں۔ اور اس نے یہ بھی کہا کہ بدھوں کی زبان پالی ہے۔۔۔[43]

۱۹۱۰ء کے لگ بھگ ایک بڑھیا سے جو مزار پر بیٹھی تھی پوچھا گیا کہ یہ کس کی قبر ہے تو اس نے کہا: انیس سو برس گذر گئے۔ اب کون جانتا ہے کہ یہ کس کی قبر ہے اور کس کی نہیں۔[44]

---

[39] "In the time of *Jesus*, the city was destroyed, and Parwarzeen built the present *Cashmere*".

[40] J. Higginbotham. Bombay Miscellany May to October 1862.p 384. Vol. IV. Agra

[41] یعقوب علی عرفانی۔ حیات احمد۔ ۱۹۰۱ تا ۱۹۰۲۔ صفحات ۱۵۵ اور ۵۶۔ نیز ریویو آف ریلیجنز جلد ۲ نمبر ص ۹ ۳۳۱

[42] ڈی ڈی ڈکسن R.C.Reid Esq. کا چچا یا ماموں تھا۔ 1942 میں اس نے ڈکسن کے دنیا بھر سے جمع کردہ قلمی نسخہ جات SOAS کے حوالے کر دیئے جہاں یہ مرکزی لائبریری میں موجود ہیں۔

[43] حیات احمد جلد پنجم حصہ دوم ص 96 جدید ایڈیشن۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ اور الحکم مورخہ 24 نومبر 1901 ص 3

[44] تحقیقِ جدید صفحات ۶ اور ۷۔ Review of Religions, October, 1909

۱۹۱۷ء میں منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی رجسٹرار ہائیکورٹ کپورتھلہ نے ویری ناگ کے ایک سید جاگیردار سے سنا کہ کشمیر میں عیسیٰ صاحب کا مزار ہے۔ سری نگر میں کوئی ماننے کو تیار نہ تھا کہ یہاں عیسیٰ صاحب کا کوئی مزار ہے لیکن ریاست کپورتھلہ کے اہلکار ہونے کے باعث ایک دوکاندار نے سختی سے پوچھنے پر بتایا کہ دراصل یہ ایک نبی کی قبر ہے جسے عیسیٰ کی قبر بتاتے ہیں۔ مگر علماء نے سختی سے منع کیا ہے کہ کوئی شخص اسے عیسیٰ صاحب کی قبر ظاہر نہ کرے ورنہ اس کا بائیکاٹ کیا جائے گا۔ اس وقت سے ہم لوگ بوجہ خوف برادری اس قبر کا پتہ نہیں دیتے۔

وادی گام کشمیر میں واڑہ پورہ میں ایک چشمہ نبی صاحب کا چشمہ مشہور ہے۔ یہ ترہگام سے تقریباً سات میل جنوب مغرب میں واقع ہے۔ اس کے مجاور کا یہ بیان ریکارڈ پر ہے کہ یہاں عیسیٰ علیہ السلام آئے اور وعظ کیا[45]۔

۱۹۲۷ء میں بپن چندرا پال نے اپنی سوانح عمری "ستّر برس" میں سری بجے کرشنا گوسوامی کے آراوالی کوہستان میں ناتھ جوگیوں کے پاس ناتھا ناما والی ایک کتاب سے استفادے کا ذکر کیا ہے جس میں ایشائی ناتھ کو جسے وہ اپنے سلسلے کا ایک بڑا بزرگ مانتے ہیں اس کے ہم وطنوں کی طرف سے صلیب دیئے جانے اور اس کے سمادھی کی حالت میں چلے جانے کا صاف ذکر موجود ہے۔ لکھا ہے کہ ایشائی ناتھ نے زیریں ہمالیہ میں ایک آشرم قائم کیا۔[46]

وہ (سری بجے کرشنا گوسوامی) ایک مرتبہ جوگی سنیاسی لوگوں کے ساتھ "آرابالی" پہاڑ پر گئے تھے۔ وہاں ایک جوگیوں کی کتاب "ناتھ نامابولی" تھی۔ یہ گروہ اپنے آپ کو ناتھ جوگی کہتا ہے۔ اس جوگی گروہ کے بانی مبانیوں میں عیسائی ناتھ (Ishai Nath) نامی ایک مہاپُرش تھے۔ ان کے حالاتِ زندگی ناتھ جوگیوں کی مذہبی کتاب میں درج ہیں۔ ایک ناتھ جوگی نے ان کو اپنی کتاب سے عیسائی ناتھ کے سوانح پڑھ کر سنائے تھے۔

> "Isha Natha came to India at the age of fourteen. After this he returned to his own country and began preaching. Soon after, his brutish and materialistic countrymen conspired against him and had him crucified. After crucifixion, or perhaps even before it, Isha Natha entered samadhi by means of yoga. "Seeing him thus, the Jews presumed he was dead, and buried him in a tomb. At that very moment however, one of his gurus, the great Chetan Natha, happened to be in profound meditation in the lower reaches of the Himalayas, and he saw in a vision the tortures which Isha Natha was undergoing. He therefore made his body lighter than air and passed over to the land of Israel. "The day of his arrival was marked with thunder and lightning, for the gods were angry with the Jews, and the whole world trembled. When Chetan Natha arrived, he took the body of Isha Natha from the tomb, woke him from his samadhi, and later led him off to the sacred land of the Aryans. Isha Natha then established an ashram in the lower regions of the Himalayas and he established the cult of the lingam [the Shaivite branch of Hinduism] there."

---

[45] تحقیق جدید صفحات ۳۳ اور ۳۴
[46]

۱۹۳۹ میں مہاراجہ گلاب سنگھ کے پوتے مہاراجہ پرتاپ سنگھ نے وہ کتاب جس کا گلاب سنگھ نے ذکر کیا تھا شائع کرا دی۔ یہ مہابھوشیہ پران تھا جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہمالیہ میں آنے کا ذکر صاف موجود تھا:۔

> ۔۔۔ایک روز شالوہن ساکاؤں کا سردار ہن دیش میں ایک برفانی پہاڑ پر گیا۔ وہاں اس طاقتور راجہ نے ایک خوبصورت آدمی کو پہاڑ پر بیٹھا دیکھا اس کا جسم گورا تھا اور اس نے سفید کپڑے پہن رکھے تھے راجہ نے خوش ہو کر اس سے پوچھا آپ کون ہیں؟ وہ بولا جانو کہ میں ایشا پترا ہوں جو ایک کنواری کے ہاں پیدا ہوا ہیں ملیچھوں کے دھرم کا مبلغ اور صدق کو قائم کرنے والا ہوں پھر راجہ نے پوچھا آپ کس دھرم کی بات کرتے ہیں اس نے جواب دیا ہے راجن! جب صدق ناش ہو گیا اور ملیچھ ملک کے مریادا سے عاری ہو جانے پر میں مسیح روپ میں ظاہر ہوا دیوی ایھا ماسی داسوؤں میں بھیانک شکل میں ظاہر ہوئی اور میں ملیچھ روپ میں اس کے سامنے لایا گیا اور مسیح ہونا حاصل کیا۔ ہے راجن میں میلچھوں کے پاس (یہ) دین لایا (کہ) روح کی پاکیزگی حاصل کرنے کے بعد نائی گاما (Naigama) کی مناجات میں پناہ لے کر الدائم کی پرستش صدق، ریاضت اور روح کی گہرائی سے کرنی چاہیئے تب ہی آدمی ایشا (خدا) تک راہ پا سکتا ہے جو کہ نور کے وسط میں جلوہ گر ہے جو سورج کی طرح ایک جگہ قائم ہے اور ذروں کو اپنی طرف کشش کرتا ہے یوں ایھا ماسی تباہ ہو گئی اور ایش کی مورتی ہر دے میں پراپت ہونے کے کارن میں ایشا مسیحا کہلایا۔ جب راجہ نے یہ کلام سنا تو وہ ملیچھ استاد کے سامنے جھکا اور اسے اس کے راستہ پر ان کے بھیانک ملک کی طرف روانہ کر دیا۔[47]

ملفوظات ۸ نومبر ۱۹۰۲۔ کشمیر میں ایک پادری کا ایک پرانا صحیفہ حاصل کرنا دو ہزار برس قدیم جس میں مسیح کی آمد اور اس کے منجی ہونے کی پیش گوئی ہے۔

کشمیر کی گیارہویں صدی عیسوی میں لکھی گئی کلہن پنڈت کی تاریخِ کشمیر جسے عرفِ عام میں کلہن کی راج ترنگنی لکھا جاتا ہے میں بھی سندیمان یعنی سلیمان اور ایشا یعنی عیسیٰ کا ذکر موجود ہے لیکن آرل سٹائن نے اس کا ترجمہ کرتے وقت ایشا کو ایشان دیو لکھا ہے جبکہ اصل اور قدیم فارسی ترجمے میں ملا شاہ محمد شاہ آبادی نے ایسان رینا (وزیر) لکھا ہے جو کہ وقائع کشمیر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بادشاہ کے مشیر و مقرب ہونے کے ذکر سے بھی ظاہر ہے۔ فارسی راج ترنگنی سے استفادہ کر کے حیدر ملک چودرہ نے جہانگیر کے عہد میں لکھا ہے کہ:۔

> آوردہ اند کہ چون راجہ در گذشت سندمت مرید بر ہمنے بود کہ ایشا نام داشت[48] ......
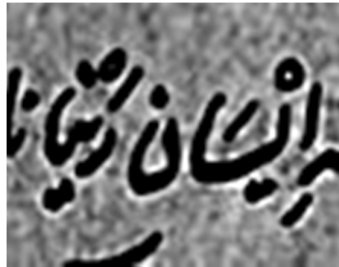
اکبری و جہانگیری دار کی منتخب تواریخ کشمیر میں ایسان رئینا تحریر ہے جبکہ مولانا شاہ آبادی کے اکبر کے دور کے راج ترنگنی کے فارسی ترجمے میں ایسان رَینا تحریر ہے۔

---

[47] بھوشیہ پران پوتی سرگ کھنڈ ۳۔ ادھیائے ۲ شلوک ۲۱ تا ۳۱

[48] مخطوطہ برٹش میوزیم لائبریری

عصائے عیسیٰ سری نگر میں

۱۹۱۵ء میں برٹش سیاح سی ایم ایزی قویزنے سری نگر میں مسیح علیہ السلام کی قبر (ص۹۷) اور شاہ ھمدان کی خانقاہ کے عصاء کو عصائے عیسیٰ لکھا ہے۔[49] Gwasha Lal Kaul نے ۱۹۶۰ء میں ص ۹۸ پر اس خانقاہ میں عصائے عیسیٰ کی موجودگی کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ ہیضہ کی وباء پھیلنے کے دنوں میں شاہ ہمدان کی خانقاہ سے اس عصائے عیسیٰ جسے بہت کم مواقع پر زیارت کے لئے نکالا جاتا ہے کو نکالا جاتا ہے اور مانا جاتا ہے کہ اگر اس مشہور عصاء کا کوئی غلط استعمال کیا گیا تو کشمیر میں سیلاب آجائے گا۔[50] ۱۹۷۲ء میں محمد یاسین نے لکھا ہے کہ یہ عصائے عیسیٰ زیتون کی لکڑی کا بنا ہوا ہے اور گہرے بھورے رنگ کا ہے۔ 8 1/4 فٹ لمبا ہے اور اوسطاً اس کا قطر 1 1/2 انچ ہے۔ اس کے ایک طرف فولاد کا خول چڑھا ہوا ہے اور دوسری طرف برچھی کا پھل ہے۔[51]

مندرجہ بالا تینوں تحقیقی دعاوی کی درستگی کے ثبوت موجود ہیں جن کی بنا پر کشمیر میں قبر کے نظریہ کی کشمیر میں ۱۸۳۵ء سے قبل کی بنیاد کو ثابت کیا جا سکتا ہے۔ تاہم تحقیقی وفود کے ایک ممبر کے شہادت سے منحرف ہو جانے کی تحقیق بھی یہاں ضروری ہے۔

بانی جماعت احمدیہ نے لکھا کہ سرینگر کے ثقہ لوگوں نے اس کے نبی اللہ عیسیٰؑ کی قبر ہونے کی تصدیق کی ہے:۔

اسما رجال ثقاۃ من سکان تلک البلدۃ الذین شھدوا انہ قبر نبی اللہ عیسی یوزآسف من غیر شک والشبھۃ و ھم ھؤلا (الھدی والتبصرۃ لمن یری۔ نیز مواہب الرحمٰن ۱۹۰۳ء)۔

الہُدٰی و التبصرۃ لمن یری ۱۹۵ اردو ترجمہ

زیارت نبی۔ بمقام خانیار۔ سری نگر۔ کشمیر

ثم بعد ذالک نکتب أسماء رجال ثقاۃ من سکان تلک البلدۃ . الذین شھدوا أنہ قبر نبی اللہ عیسی یوزآسف من

پھر اس کے بعد ہم اس شہر کے رہنے والے ان معتبر لوگوں کے نام درج کرتے ہیں جنہوں نے (اس بات کی) شہادت دی ہے کہ بلاشک وشبہ یہ قبر اللہ کے نبی عیسیٰ یوزآسف کی ہی ہے۔

الہُدٰی و التبصرۃ لمن یری ۱۹۶ اردو ترجمہ

غیر الشک والشبھۃ. وھم ھؤلاء.☆ وہ نام یہ ہیں۔

۱	مولوی واعظ رسول صاحب میر واعظ کشمیر ابن محمد یحییٰ صاحب مرحوم۔	۱۶	میرزا محمد بیگ صاحب ٹھیکہ دار امامیہ ساکن محلہ مدینہ صاحب۔
۲	مولوی احمد اللہ واعظ برادر واعظ رسول میر واعظ کشمیر۔	۱۷	احمد کلہ۔ منڈی بل ضلع نوشہرہ امامیہ۔
۳	واعظ محمد سعد الدین عتیق عفی عنہ برادر میر واعظ۔	۱۸	حکیم علی نقی صاحب امامیہ۔
۴	عزیز اللہ شاہ محلہ کاچ گری۔	۱۹	حکیم عبد الرحیم صاحب امامیہ تحصیلدار۔
۵	حاجی نور الدین وکیل عرف عید گاہی۔	۲۰	مولوی حیدر علی صاحب ابن مصطفیٰ صاحب امامیہ۔ سند یافتہ کربلاء معلّٰی مجتہد فرقہ امامیہ۔
۶	عزیز میر نمبردار قصبہ پانپور۔ ذیلدار۔	۲۱	مہر مفتی مولوی شریف الدین صاحب۔ ابن مولوی مفتی عزیز الدین مرحوم۔
۷	مہر منشی عبد الصمد وکیل عدالت ساکن فتح کدل۔	۲۲	مہر مفتی مولوی ضیاء الدین صاحب۔
۸	مہر حاجی غلام رسول تاجر ساکن محلہ ملک پورہ ضلع زینہ کدل۔	۲۳	مولوی صدر الدین مدرس مدرسہ ہمدانیہ امام مسجد واز و پورہ۔
۹	مہر عبد الجبار۔ خانیار۔	۲۴	مہر عبد الغنی کلاشپوری امام مسجد۔
۱۰	مہر احد خان تاجر۔ اسلام آباد۔	۲۵	حبیب اللہ جلد ساز متصل جامع مسجد۔
۱۱	مہر محمد سلطان میر رجوری کدل۔	۲۶	عبد الخالق کھانڈی پورہ تحصیل ہری پور۔
۱۲	ممہ جیو صراف کدل۔	۲۷	مہری عبد اللہ شیخ محلہ وڈی کدل اصل ترکہ وان گامی۔
۱۳	حکیم مہدی صاحب امامیہ ساکن باغبان پورہ ضلع سنگین دروازہ۔	۲۸	حبیب بیگ نمبردار میوہ فروشان حبہ کدل سری نگر۔
۱۴	حکیم جعفر صاحب امامیہ - ایضاً۔		
۱۵	محمد عظیم صاحب امامیہ - ایضاً۔		

☆ ۔ کانت ھذہ الشھداء الوفا ولکنا قنعنا بھذا القدر و کلھم عمائد القوم ومشاھیرھم وصلحاء ھم. منہ

ترجمہ۔ ان گواہوں کی تعداد ہزاروں میں ہے لیکن ہم نے اسی قدر ناموں پر اکتفا کیا ہے۔ اور یہ سب عمائدین اور مشاہیر اور صلحاء قوم ہیں۔ منہ

۵ جون ۱۹۰۲ء کو شائع کی گئیں خواص و عوام کشمیر کی گواہیاں کہ "بلاشک وشبہ یہ قبر اللہ کے نبی عیسیٰ یوزآسف کی ہے"

اس دعوے کو ردّ کرتے ہوئے منحرف شاہد مولوی عبد اللہ کشمیری نے لکھا کہ:۔

۔۔۔رسالہ راز حقیقت کے حاشیہ صفحہ ۹ پر تحریر فرمایا ہے کہ "۔۔۔ہمارے مخلص مولوی عبد اللہ صاحب کشمیری نے جب سرینگر میں اس مزار کی نسبت تفتیش کرنا شروع کیا تو بعض لوگوں نے یوزآسف کا نام سن کر کہا کہ ہم میں وہ قبر عیسے

---

[49] Enriquez, C. M. *The Realm of the Gods; a Tale of Travel in Kangra, Mandi, Kulu, Chamba, Kishtwar, Kashmir, Ladakh and Baltistan*. Thacker, Spink, 1915.

[50] Kaul, Gwasha Lal. *Kashmir through the Ages, 5000 B.C to 1960 A.D: A Historical Survey*. Gulshan Books, 2009.

[51] Yasin, Mohammad. *Rauzabal and Other Mysteries of Kashmir*. Kesar Publishers, 1972.

صاحب کی قبر مشہور ہے۔ چنانچہ کئی لوگوں نے یہی گواہی دی جو اب تک سرینگر میں زندہ موجود ہیں۔ جس کو شک ہو وہ خود کشمیر جاکر کئی لاکھ انسانوں سے دریافت کرے۔۔۔اسی طرح کتاب الہدیٰ صفحہ ۱۰۹ پر لکھا ہے۔۔۔و اشتھر بین عامتھم ان اسمہ الاصل عیسیٰ صاحب وکان من الانبیاء۔۔ ہر ایک انسان باشندۂ کشمیر اس وقت بھی گواہ ہے کہ یہ تمام واقعات بیان کردہ مرزا صاحب صرف وہم اور خیال کی ایجاد ہیں۔۔۔اگر بوقتِ تفتیش ان باتوں میں سے کوئی بات مجھے معلوم ہو جاتی ہے۔ توایسی اہم بات کو میں کسی طرح نظر انداز نہیں کرسکتا تھا (ص ۲۶۸ اور ۲۶۹ مجموعہ)۔

رسالہ فرقان قادیان میں مولوی عبداللہ وکیل کے پچاس برس کے قریب عرصے تک اس بیان پر اعتراض نہ کرنے کے بعد ۱۹۴۶ء میں اس کو مسترد کرنے پر فروری ۱۹۴۶ء کے شمارے کے صفحہ ۴۰ پر یہ جواب دیا گیا کہ قادیان کے بہت سے بزرگوں نے خود سرینگر جاکر قبر نبی کے بارے میں یہ دریافت کیا کہ یہ قبر عیسیٰ ہے اور یہ عقیدہ اہالیان کشمیر میں نسلاً بعد نسلاً چلا آتا ہے۔ اس پر مولوی عبداللہ کشمیری کا یہ کہنا تھا کہ میں نے اور خلیفہ نورالدین جمونی نے پیر عبداللہ شاہ قمری کی مدد سے اس قبر کے یوزآسف نبی کی قبر ہونے پر محضر نامے پر دستخط کرائے تھے جس پر ''قبر نبی اللہ عیسیٰ'' خود سے بڑھا کر مرزا صاحب نے الہدیٰ میں یہ شہادت نامہ شائع کرادیا (ص ۲۷۳ اور ۲۷۴)۔ کسی عامی یا عالم کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ یہ مقبرہ عیسیٰ علیہ السلام کا ہے۔ انہوں نے لکھا کہ شہادت نامہ میں صرف یوزآسف نبی درج ہے (ص ۲۷۷)۔ انہوں نے مزید لکھا کہ میری رپورٹ میں جو ترمیم ہوئی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ معتبر لوگوں کی شہادت سے یہ بات ثابت ہوئی ہے۔ کہ قریباً انیس سو برس سے یہ مزار ہے۔۔۔کہتے ہیں کہ یہ نبی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب چھ سو برس سے پہلے گزرا ہے پس اگر اس مقبرہ کا انیس سو برس سے ہونا اور ہمارے نبی سے پہلے اس کا چھ سو برس سے ہونا بھی مانا جائے تاہم کسی طرح ثابت نہیں ہوسکتا کہ یہ مقبرہ عیسیٰ علیہ السلام کا ہے۔۔۔اس بات پر بھی مکرّر غور کیا جائے کہ خواہ میری رپورٹ ہو یا حضرت میرزا صاحب کی ترمیم۔ بہرحال یہ بھی ثابت نہیں ہوسکتا کہ خانیار کا مقبرہ قریباً انیس سو برس کا ہے۔ محمد عبداللہ وکیل سرینگر (ص ۲۷۹ اور ۲۸۰)۔

یوں عبداللہ وکیل کے دو الزامات بنے:۔

ا۔ انہوں نے رپورٹ میں یہ نہیں لکھا کہ معتبرینِ کشمیر اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چھ سو برس قبل کا مانتے ہیں۔

۲۔ محضر نامے میں اس قبر کو عیسیٰ صاحب کی قبر لکھا جانا بالکل بھی کشمیر میں کسی عام شخص یا کسی عالم کے علم میں بالکل بھی نہیں تھا۔

مولوی محمد شاہ سعادت۔ مفتی سرینگر نے حالاتِ یوزآصف مدفون در سرینگر بمقام خانیار کے نام سے ایک کتابچہ شائع کیا۔ اس میں مولوی عبداللہ کشمیر کو نیم ملا خطرۂ ایمان آدمی قرار دیتے ہوئے انہوں نے لکھا کہ:۔

آج سے پچیس برس سے زاید عرصہ گذرا۔ کہ ایک نیم ملا خطرۂ ایمان آدمی نے جو کہ مولوی حکیم نورالدین خلیفۂ قادیانی کے احباب واصحاب میں سے تھا۔ بظاہر قادیانی کارکنوں کے ایماء سے یہ کام کیا کہ خواجہ محمد اعظم دیدہ مری مشہور مورخ کشمیر کی مصنفہ تاریخ واقعاتِ کشمیر فارسی کی وہ عبارت بطور محضر نامہ لکھوائی جس میں یوزآصف کا تذکرہ مذکور ہے۔ محضر نامہ مذکورہ پر سرینگر کے عام باشندوں کے نشان انگوٹھے ثبت کر دیئے ہیں۔ خاص خاص اشخاص مثل مولوی شریف الدین صاحب مفتی، مولوی رسول شاہ صاحب میر واعظ۔ خواجہ حسن شاہ نقشبندی وغیرہ کی مہریں بھی لگوائی ہیں۔ مختصر کہ وہ قادیان میں بھیجا۔ قادیانیوں نے اس کو بدنیصورت کہ یوزآصف کے لفظ کو یسوع مسیح کے لفظ سے تعبیر کرکے تھوڑی سی تغیر و تبدل کے بعد چھپوایا ترجمہ در ترجمہ کرکے تمہیدات و تقریضات سے بلکہ حاشیہ آرائیوں سے کام لے کر شائع کر دیا۔

اس قدر اس واقعہ کی بذریعہ اخبارات۔ رسالہ جات نشر واشاعت میں کوشاں رہے کہ ایک عالم کو اس دھوکے میں ڈال دیا۔ آپ محضر نامہ کی نقل اپنی ذاتی تشریحات و حاشیہ آرائیوں کے ساتھ بطور سند پیش کرتے ہیں۔۔۔کہ خانیار میں حضرت عیسیٰ کی قبر موجود ہے۔ لیکن محضر نامہ کی نقل تحریر کو نصب العین کہتے ہوئے ان لوگوں کی جو کہ بمقابلہ روایات صریحہ کے اپنی ذاتی مدعا براری کے لئے یہ عبارت پیش کرتے ہیں [۔۔۔۔۔۔] کا موقع ملے گا۔۔۔خاکسار مفتی محمد سعادت۔ (ص۲۴۹ مفتی محمد سعادت)۔

پہلے تین تحقیقی دعاوی کے تجزیے میں یہ ساری بات بیان ہوچکی ہے کہ کشمیر میں عیسیٰ علیہ السلام کا آنا اور وفات پانا کشمیر میں ایک معروف بات تھی جو رتناکر کی تاریخ، ملا احمد کشمیری کی وقائع کشمیر، کلہن کی راج ترنگنی اور عوامی روایات سے ثابت ہے۔ یہی معلوم ہوتا ہے کہ محضر نامے پر ''بلاشک وشبہ یہ قبر اللہ کے نبی عیسیٰ یوزآسف کی ہے'' کی گواہی عوامی سطح پر اور علماء کی سطح پر وجود رکھتی تھی اگرچہ سب لوگ نہ یہ کہتے تھے نہ سب کے سب لوگ یہ جانتے تھے کہ یہ قبر یسوع پیغمبر کی تھی جسے عیسیٰ صاحب اور یوزآسف کی قبر بھی کہا جاتا تھا۔ یہ قبر اس وقت بھی موجود تھی جب ۸۷۹ ہجری یعنی ۱۴۶۶ عیسوی میں سید نصیر الدین بہیقی کو اس قبر کے جوار میں دفنایا گیا تھا۔ یہ معاملہ کشمیریوں کے لئے اتنا اہم نہیں تھا کیونکہ یہ ایک نہایت عام بات تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کشمیر آئے تھے۔ جب مرزا صاحب کی طرف سے یہ تحقیق پیش کی گئی اور اس کے نتیجے میں یہ قبر نہایت اہمیت اختیار کرگئی تو سرینگر کے علماء نے لوگوں کو کشمیر کے حوالے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد اور قبر کا ذکر کرنے سے روکا اور باقاعدہ فتاویٰ جاری کئے گئے۔ اس کے نتیجے میں جو بوکھلاہٹ پیدا ہوئی وہ اس مضمون کے ابتدائی صفحات میں روضے کی تختیوں اور بورڈوں پر یوزآسف کے نام میں کئی تبدیلیوں سے ظاہر ہے۔

چوری، مسخ اور تحریف

ا۔ سال 1915ء میں کشمیر جانے والے ایک گروپ کے ایک رکن نے تحریر کیا کہ:

''ایک اور پتھر وہاں روضہ کے اندر ہے جو چھوٹی قبر کے پاس رکھا ہوا ہے۔ اس کے متعلق ہم نے لوگوں سے پوچھا کہ کیسا پتھر ہے۔ وہ بولے کہ اس پتھر پر کچھ لکھا ہوا ہے۔ پھر ہم نے اس کو باہر نکال لیا۔ اور اس کو رومال سے صاف کیا (تو معلوم ہوا کہ) اس پتھر پر کچھ لکھا ہوا نہیں ہے۔ تو ان میں سے ایک بوڑھے آدمی بول اٹھے کہ ہاں جی آگے ایک دفعہ یہاں روضہ شریف پر ایک فرنگی آیا تھا اور اس نے اس پتھر پر جب کچھ لکھا ہوا دیکھا تو وہ کہنے لگا کہ یہ پتھر تم مجھے دے دو۔ میں تم کو اس کے عوض میں بہت کچھ روپیہ دوں گا۔ ہم نے اس کا کہانہ مانا۔ آخر پھر ایک دن ہم کو معلوم ہوا کہ وہ پتھر اس نے یہاں سے اٹھوالیا ہے۔ اور اس کے عوض میں بغیر لکھے ہوئے پتھر رکھ دیا ہے۔ پھر ہم نے اس کی بہت ہی تلاش کی مگر وہ نہ ملا۔[52] '' اس بغیر لکھے ہوئے پتھر کا ذکر فدا حسنین نے A Search For historical Jesus کے صفحہ ۱۷۵ پر کیا ہے۔ وہ بتاتے ہیں کہ یہ مستطیل سل اب لکڑی کے جنگلے کے اندر جنوبی کونے میں فرش پر نصب ہے۔ سری نگر کے ایک رہائشی حسن نقشبندی کے بیان کے مطابق مزار پر ایک عبرانی کتبہ موجود تھا جو کہ غائب کردیا گیا۔[53]

---

[52] روضہ بل خانیار۔ الفضل ۷ ستمبر ۱۹۱۵۔ ص ۵ کالم ۲ اور ۳ اور ص ۶ کالم ا

[53] تحقیق جدید۔ ص ۷۰ تحریری گواہی غلام محی الدین نقشبندی کہ انہوں نے خواجہ حسن شاہ نقشبندی سے یہ سنا

۲۔ خواجہ نذیر صاحب نے تعارفی لوح کے غائب ہونے کا ذکر کیا ہے[54]:

"The original tablet affixed to this tomb was, for reasons unknown, but which can be guessed, removed and is not traceable, but the one now affixed to the wall reads: Rauza Hazrat Yus Asaf, Khaniyar.[55]

۳۔ ایک افواہ کے مطابق ڈوگرہ دور میں محلہ خانیار میں کرفیو نافذ کر کے مزار میں کوئی کاروائی کی گئی تھی لیکن اس بات کی تصدیق یا تردید کرنا سردست ممکن نہیں۔ اس کا راوی کشمیری باشندہ غلام نبی نیاز ہے لیکن مزید تحقیق ضروری ہے۔

۴۔ غلام حسن کھویہامی نے "پیغمری" کو پیغمبر زادگی کر دیا۔ اور ریسرچ اینڈ پبلی کیشنز جموں و کشمیر کے ادارے نے مزید تحریفات کیں اور فٹ نوٹس کے بھی اضافے کئے۔ یہ ذکر اوپر کیا جا چکا ہے۔

۵۔ غلام حسن کھویہامی نے وانچو مخطوطہ کے صفحہ ۶۹ کی عبارت کے برابر ایک جعلی عبارت بنا کر واقعاتِ کشمیر کی طرف منسوب کر دی۔

۶۔ ۱۹۶۵ء میں روضہ بل میں ایک گروہ نے غیر قانونی کھدائی کی۔ اس کا ذکر بھارتی صحافی نے کیا ہے۔

۷۔ سرینگر میں فتویٰ دیا گیا کہ یہ عیسیٰ علیہ السلام کی قبر نہیں ہے:۔

یہ ایک بات ضروری پا کر اندراج ہے کہ انہی دنوں میں جبکہ مندرجہ صدر محضر نامہ تحریر میں آ گیا ہے۔ سرینگر کشمیر کے علماء فضلا واعظ اور مسلمہ مفتی صاحبان نے ایک تحریر کو بطور فتوائے شائع کیا جس میں چند استفسارات کا بدلایل جواب دیا گیا۔ مصدقہ فتویٰ میں یہ بھی مذکور ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ اس زمین میں نہیں۔ بلکہ بجسد عنصری آسمان میں زندہ ہیں۔ آخر زمانہ میں نازل ہو کر دین محمدی کی تجدید و تبلیغ کریں گے۔ جیسا کہ اہل سنت کا عقیدہ ہے۔

خاکسار مفتی محمد سعادت

فتویٰ

اب یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ سرینگر میں آ کر روضہ بل میں مدفون ہیں اور یوز آصف کے اسم علم سے یسوع مسیح یعنی مسیح عیسیٰؑ سے تعبیر کرنا۔ بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی مدعی مہدیت، مسیحیت نبوت ہی کو مسیح موعود ماننا نصوصِ صریحہ اور تاریخنامہ جات کشمیر کے قطعاً و یقیناً خلاف ہے۔

مولوی غلام محی الدین
مفتی کشمیر

مولوی صدر الدین
جامعی

پیر حفیظ اللہ شاہ
مخدومی

تمت بالخیر

افضل مخدومی عفی عنہ

مجموعہ رسائل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کشمیر میں نہیں ص ۲۵۰ اور ۲۵۱

[54] خواجہ نذیر ص ۱۳۷ ایڈیشن ۱۹۵۲

[55]

کئی مقامات پر قبر کی موجودگی کا معاملہ

اعتراض کیا جاتا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے کئی مقامات پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کا ہونا بیان کیا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جو بظاہر تین مقامات بیان کئے جاتے ہیں وہ شام میں مرزا صاحب کے وقت میں شامل فلسطین کا ایک ہی مقام ہیں۔ یوں کل مقامات دو ہوئے۔ ایک فلسطین میں، جہاں معروف قبر دکھائی جاتی ہے اور دوسرا کشمیر۔ اس اعتراض کا جواب ست بچن کے ایک حاشیہ میں بانی جماعت احمدیہ کے اپنے الفاظ میں موجود ہے جسے معترضین بیان نہیں کرتے۔ اور وہ جواب یہ ہے:۔

> ''ہاں ہم نے کسی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت مسیح کی بلاد شام میں قبر ہے مگر اب صحیح تحقیق ہمیں اس بات کے لکھنے کیلئے مجبور کرتی ہے کہ واقعی قبر وہی ہے جو کشمیر میں ہے اور ملک شام کی قبر زندہ در گور کا نمونہ تھا جس سے وہ نکل آئے اور جب تک وہ کشمیر میں زندہ رہے ایک اونچے پہاڑ کی چوٹی پر مقام کیا گویا آسمان پر چڑھ گئے''۔

اس اعتراض کا یہی جواب ہے اور اس سے زائد لکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ جس پر اعتراض کیا گیا وہ خود اس کا جواب دے چکا ہے۔ زائد کی گنجائش نہیں بنتی۔

نکولس نوٹووچ کا معاملہ

اعتراض کیا جاتا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے روسی سیاح نکولس نوٹووچ (۱۸۵۸ء تا۱۹۱۶ء) کی شائع کردہ کتاب La vie inconnue de Jesus Christ (Life of Saint Issa) سے اپنی جملہ تحقیق اخذ کی ہے۔ یہ دعویٰ بالکل بے بنیاد ہے۔ اگرچہ ۱۸۹۸ء کے لگ بھگ بانی جماعت احمدیہ کو اس کتاب کا پتہ چل گیا تھا اور کچھ مدت بعد انہوں نے یہ کتاب لندن سے منگوا بھی لی تھی جیسا کہ انہوں نے ذکر کیا ہے۔ لیکن ایک تو اس کتاب کے ہاتھ میں آنے سے قبل مرزا صاحب ۱۸۹۵ء میں ست بچن میں اپنی تحقیق پیش کر چکے تھے۔ دوسرے یہ کہ نوٹووچ کی کتاب کے مندرجات سے مرزا صاحب نے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا حالانکہ یہ بظاہر ان کے مقصد کے لئے بہت مفید ثابت ہو سکتا تھا۔ سوائے اس کے کہ ۱۸۹۸ء اور ۱۹۰۸ء کے درمیانی سالوں میں دو تین مقامات پر ان کی تحریر و تقریر میں اس کتاب کا سرسری ساذکر سطر دو سطر میں موجود ہے کہ ایک تبتی انجیل شائع ہوئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام تبت بھی آئے تھے وغیرہ۔ یہ کہنا کہ بانی جماعت احمدیہ کی تحقیق کی بنیاد نکولس نوٹووچ کی اس کتاب پر ہے بالکل بے بنیاد ہے۔ اسے ہرگز ثابت نہیں کیا جاسکتا۔

الہام کا معاملہ

معترضین کی طرف یہ سے دعویٰ کیا گیا ہے کہ مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ انہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کے کشمیر میں ہونے کا الہام ہوا۔ یہ بالکل بے بنیاد بات ہے۔ مرزا صاحب نے یہ تو لکھا ہے کہ انہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بارے میں الہام ہوا لیکن کشمیر میں مسیح ناصریؑ کی قبر بارے مرزا صاحب نے کبھی کسی الہام کا دعویٰ نہیں کیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کشمیر میں قبر کا معاملہ ۱۸۹۴ء میں شروع ہوا تھا (ست بچن) اور کم از کم ۱۹۰۲ء تک اس پر سرگرمی سے تحقیقی کام ہوتا رہا۔ اس سارے عرصہ کے دوران کشمیر میں قبر مسیحؑ کے بارے میں مرزا صاحب نے کبھی اپنے کسی الہام کا تذکرہ نہیں کیا۔ انہوں نے ۱۸۹۸ء میں اس تحقیق کو آگے بڑھانے کے دس طریقوں میں آٹھویں نمبر پر وہ شہادتیں جو ''خدا کے تازہ الہام سے ہم کو ملی ہیں'' کو رکھا ہے (مسیح ہندوستان میں)۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ انہیں امید تھی کہ اس بارے میں انہیں الہامات ہوں گے۔ لیکن ایسا ہوا نہیں۔ مرزا صاحب نے ۱۸ نومبر ۱۹۰۲ء کے روز اپنی ایک مجلس میں کہا کہ آج تک خدا

کے الہام سے اس کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہوا تھا۔ اس رات انہوں نے ایک خواب دیکھا تھا کہ کشمیر سے پرانی انجیلیں نکلی ہیں۔ انہوں نے مجلس میں اس خواب کی تعبیر پر اکتفاء کیا (ملفوظات ۱۸ نومبر ۱۹۰۲ء)۔ اس کے بعد بھی انہوں نے کشمیر میں مسیح ناصریؑ کی قبر کے حوالے سے الہام کا کوئی دعویٰ نہیں کیا۔ ۱۹۰۵ء میں ایک جگہ صرف اس قدر لکھا کہ "خدا نے حقیقت ہم پر کھول دی" (براہین پنجم ۱۹۰۵)۔ ظاہر ہے یہ اسی خواب کی طرف اشارہ ہے۔ اپنی وفات سے دو برس قبل ۱۹۰۶ء میں مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی قبر کی سری نگر کشمیر میں موجودگی کو انہوں نے دلائل سے ثابت کیا ہے (چشمہ مسیحی ۱۹۰۶ء) اور یہ کہیں نہیں کہا یا لکھا کہ اس بارے میں انہیں الہاماً بتایا گیا۔
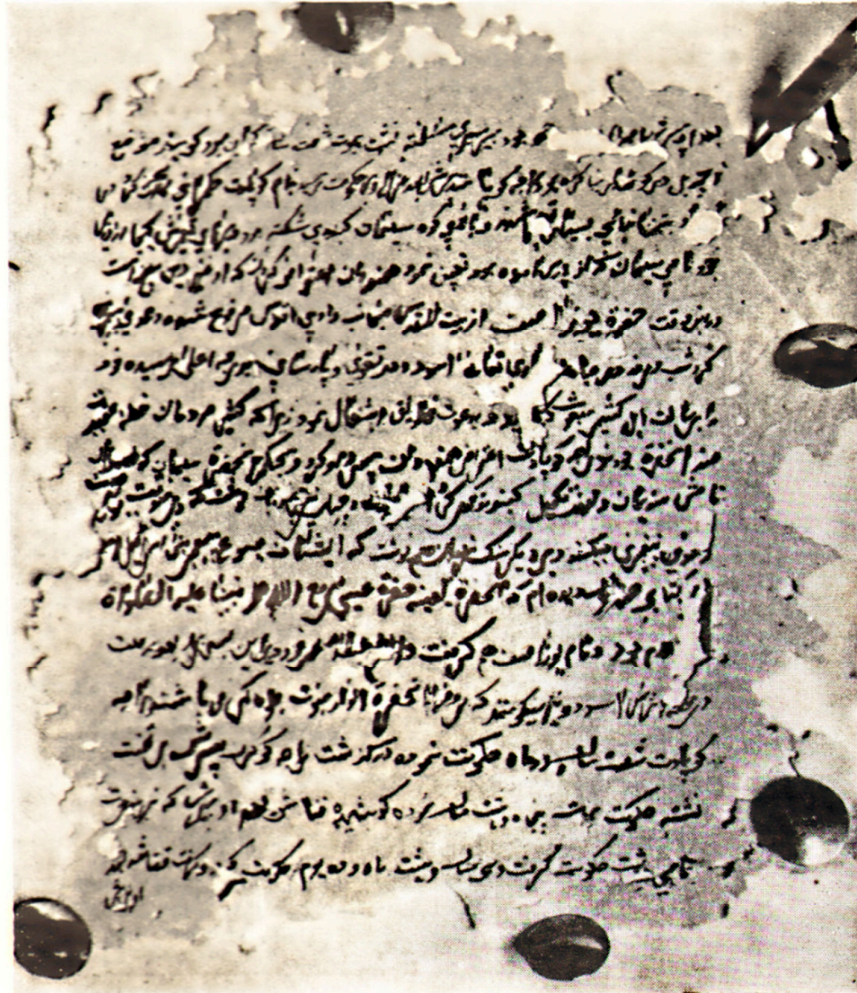
مرزا صاحب کی ریسرچ ٹیم کے دریافت کردہ حوالے کی اصل فوٹو گراف جو ۱۹۴۶ء میں خواجہ نذیر احمد نے حاصل کی

مرزا صاحب کی پیدائش سے چار سو برس قبل کشمیر میں وقائع کشمیر نامی ایک کتاب لکھی گئی جس کو مولویوں نے پہلے کشمیر سے نابود کیا اور پھر لاہور میوزیم سے چرا لیا۔ اسے آخری بار ۱۹۷۰ء کی دہائی کے ابتدائی برسوں میں جماعت احمدیہ کے ایک شدید مخالف نے لاہور میوزیم میں دیکھا تھا۔ اس کے بعد سے اس کا کچھ پتہ نہیں۔ اس نے اپنی کتاب میں اس قلمی نسخے کا اپنے مأخذوں کی فہرست میں ذکر کیا ہے۔ مؤرخ ملا احمد کشمیری ماہر فارسی و سنسکرت جس نے ۱۴۰۰ء سے ۱۴۳۰ کے درمیان یہ تاریخ لکھی ہے اس نے صاف لکھ دیا ہے کہ وہ شخصیت جو بیت المقدس سے کشمیر آئی اور جس نے یوزآسف کا نام اختیار کیا ہوا تھا وہ بعینہٖ عیسیٰ علیہ السلام تھے۔

حضرت برآن کوه میبنا وند والعلم عند الله چون نور اسلام در آن کشور شیوع
یافت سلطان سکندر بت شکن انار الله برهانه و بهره مذکور را منهدم نمود
در آن مقام مسجدی بنا کرده بزعم بعضی اینکه آن ست که یکی از حواریون در آنجا
مدفون ست و نزدیک عوام مشهور آن که مرقدی که در گنبد واقعست یکی از
اولیاء الله آسوده ست بالجمله محل فیوض و برکات ست راجه گوماتند شفت
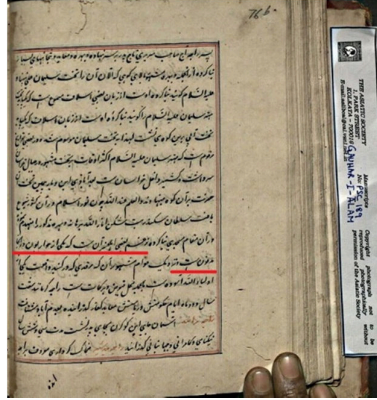
تحفہ عالم گوہر شاہی کے قلمی نسخہ سے اصل حوالہ جس میں تختِ سلیمان پر حواری کی قبر کا ذکر ہے۔کشمیر کی اس تاریخ کے قلمی نسخے کلکتہ میں ایشیاٹک سوسائٹی کی لائبریری اور برٹش میوزیم میں موجود ہیں۔

احمدیہ مخزن تصاویر کی جاری کردہ یسوع صاحب کی قبر (روضہ بل، زیارت یوزآسف) کی ایک تصویر۔ مخزن تصاویر کے لوگو کے ساتھ زیر زمین عمارت کا سوراخ اور کھڑ کی دیکھی جا سکتی ہے جو قدیم پتھروں کی چنائی شدہ عمارت میں موجود ہیں۔ اب یہ کھڑ کی سڑک کی بھرتی کے نیچے جا چکی ہے۔ پتھروں کی دیواروں پر بنی جدید عمارت تک رسائی کے لئے بنایا گیا پتھروں کا چبوترہ بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ اسی عمارت کے بارے میں حکیم نورالدین صاحب بھیروی نے یسوع صاحب کی قبر اور خلیفہ نورالدین صاحب جمونی نے عیسیٰ کی قبر کہلانے کی شہادت دی۔ اور اسی عمارت کے نیچے نظر آنے والی پتھر کی قدیم عمارت کو ملا احمد نے وقائع کشمیر میں یوزآسف کا روضہ لکھا ہے۔

یوزاُسف کی موجودہ قبر کے سرہانے پڑا قدیم سنگِ تربت

(تصویر: فدا حسنین اور لیوی ڈولنگ)

قدم رسول یوزاُسف

یوزاُسف

وقائع کشمیر از ملا احمد کشمیری میں یوزُاسف لکھا ہے جبکہ مقبرہ یوزآسف میں اسے یوضا آصف لکھا جاتا ہے۔ یعنی (ز) کو (ض) اور (س) کو (ص) سے تبدیل ہو گیا ہے۔ ہر دو صورتوں میں اس کی ادائگی مقامی تلفظ میں ایک ہی ہے۔ البتہ اصل قدیم تلفظ کم از کم لکھنے کے لحاظ سے یوزُاسف ہی ہے۔
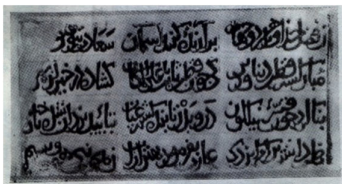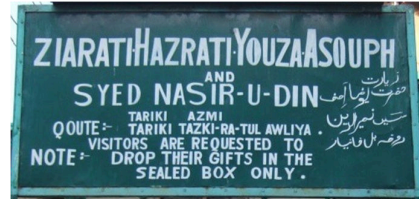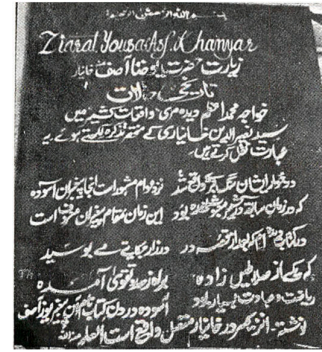
ملتان کا قدیم ترین عربی کتبہ جو مغل دور سے قبل سلطنت دور کا ہے اور اسی رسم الخط میں ہے جس میں ملا احمد کشمیری کی وقائع کشمیر کا ورق اور تخت سلیمان سری نگر کا بچ جانے والا کتبہ ہے۔
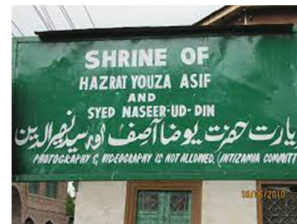
یوزاُسف کے روضے پر گزشتہ ایک صدی سے تبدیل ہوتے ہوئے یوزاُسف کے نام اور ہجے ان تعارفی تختیوں اور بورڈز سے واضح ہیں۔

خانقاہ شاہ ہمدان میں موجود عصائے عیسیٰؑ
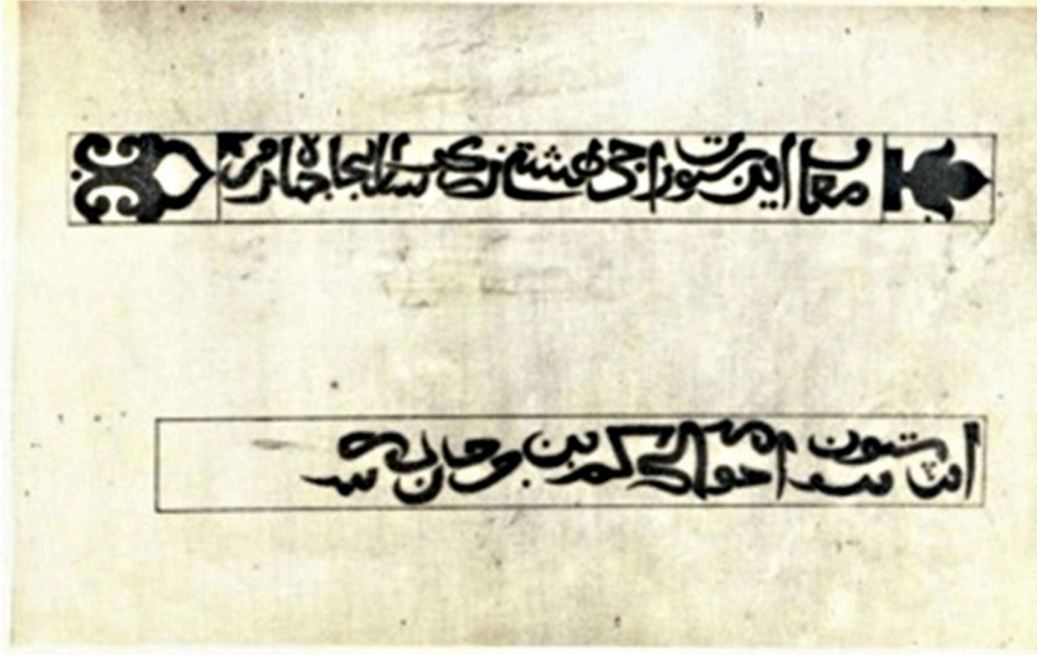
Fig.1 Takht inscription (Cole 1869)

معمارِ این ستون را جی بشتی زرکر پنجاہ و چہار	Previous reading
معاد این ستوں راجی ھشتی زرکر سال بجاہ چہارم	Fresh reading
ایں سطور[ــ]خواجہ اکم بن مرجان[ــ]	Previous reading
بنا این ستون [امیر خلد ملکہ] بن سلطان س[کندر]	Fresh reading

Fig.2 Inscription of Sultan Hasan Shahmiri of the year 879 AH (Aali Masjid Srinagar)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ . فی عہد سلطان حسن خلد ملکہ سال چہار راجی بہشتی زرگر فی التاریخ ستع و سبعین و ثمانیۃ مائۃ

تختِ سلیمان کا ۱۴۵۰ء کا کتبہ اور عالی مسجد کا ۱۴۷۴ء کا کتبہ۔ دونوں میں راجی بہشتی زرگر کا ذکر ہے جو شاہمیری سلاطین کا لقب معلوم ہوتا ہے۔ سال پنجاہ وچہارم یعنی ۸۵۴ ہجری میں سلطان سکندر کے بیٹے سلطان زین العابدین بڈشاہ نے جو کتبات فارسی میں ترجمہ کر کے نصب کروائے تھے ان میں سے یہ کتبہ بچ گیا ہے۔ اس پر بھی سلیمان کے کتبے کی طرح سال ۵۴ ہجری لکھا ہے۔ یہ بات ثابت کرتی ہے کہ جن کتبوں میں سلیمان حواری اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے یوذآسف ہونے اور بیت المقدس سے وادی کشمیر کی طرف مرفوع ہونے کا ذکر تھا اور جن کی عبارت وقائع کشمیر میں محفوظ ہے وہ بھی سلطان زین العابدین نے ہی ۱۴۵۰ عیسوی بمطابق ۸۵۴ ہجری تحریر کروائے تھے۔

Cunningham 1848
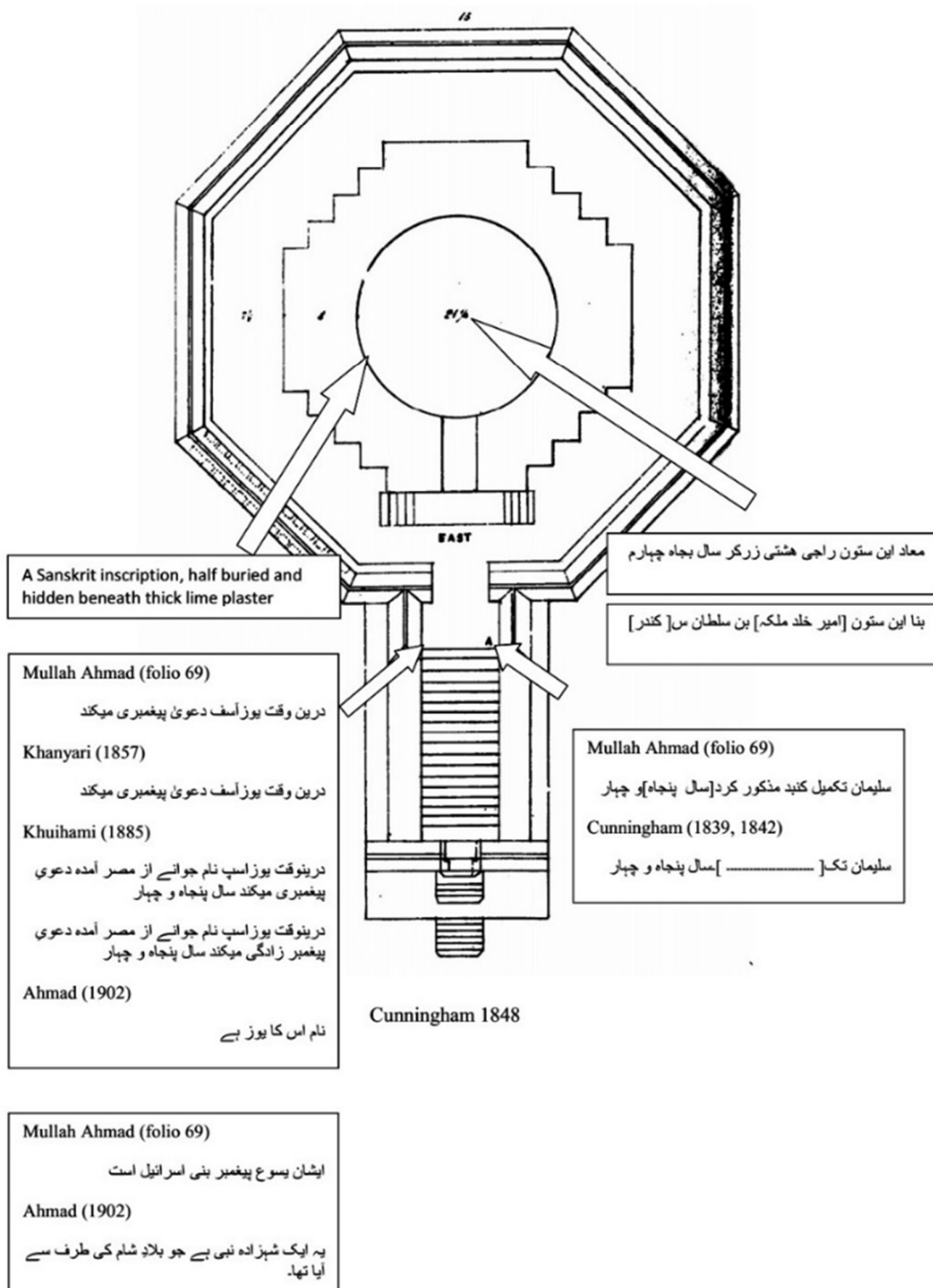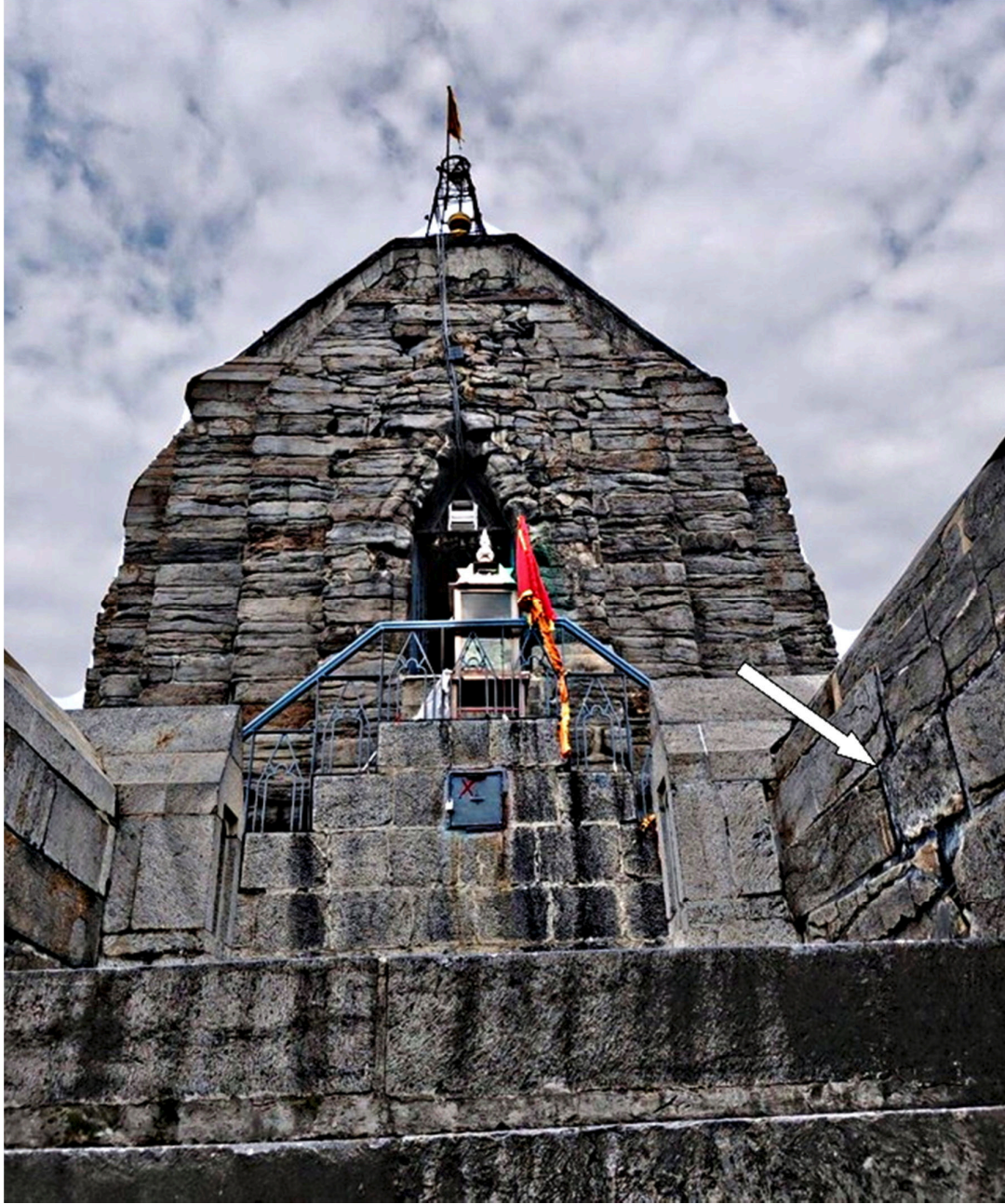
[سندیمان / سلیمان]۔۔۔ تکمیل کنبد مذکور کرد[۔۔۔] وچہار۔ جن عبارتوں کو سکھوں کے عہد میں کھرچ کر مٹادیا گیاان میں سے ایک۔ آخری گورنر کشمیر غلا محی الدین نے اس معبد کی مرمت کرائی اور اسی دور میں یہ کتبات کھرچے گئے۔۱۸۳۹ء میں سلیمان والا کتبہ کچھ پڑھا جاتا تھا۔ آرکیالوجسٹ الیگزینڈر کننگھم نے اس کی عبارت نقل کی لیکن شائع نہ کی۔ جب ۱۸۴۱ء میں آرکیالوجسٹ الیگذینڈر کننگھم نے دوبارہ یہ کتبہ دیکھا تو اس کی عبارت مکمل طور پر کھرچی جا چکی تھی۔
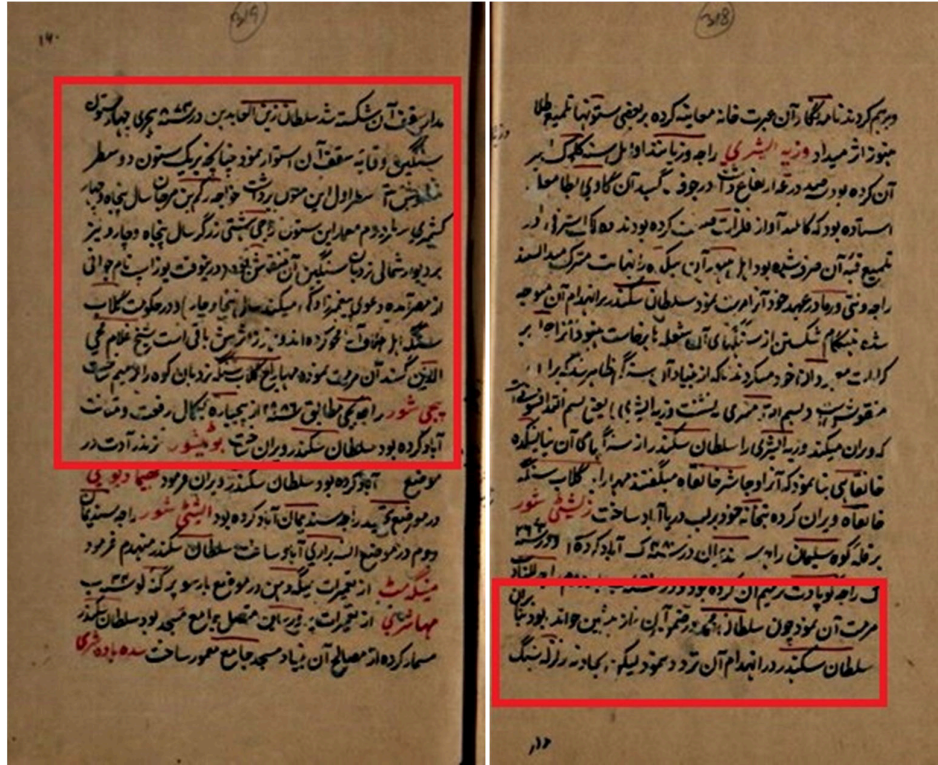
تاریخِ حسن میں کتبات کا ذکر۔ یہاں دعویٰ پیغمبری کی جگہ دعویٰ پیغمبر زادگی اور وقائع کشمیر کی محرف عبارت میں ازاولادو احفادِ موسیٰؑ کر کے ہندوستانی اور کشمیری مصنفین اور مولویوں کے ایک گروہ نے یہ جعلی تاریخ بنانے کی کوشش کی کہ یوذاٰسف زین العابدین کے زمانے میں گذرا مصر کا ایک سفیر تھا۔ حضرت عیسیٰؑ پیغمبر زادہ بھی تھے، آل داؤد اور آل ہارون کے شاہزادہ بھی تھے اور اولادو احفادِ موسیٰ میں سے بھی تھے لیکن وہ خدیو مصر کے سفیر اور سلطان زین العابدین کے عہد کے شخص نہیں تھے۔
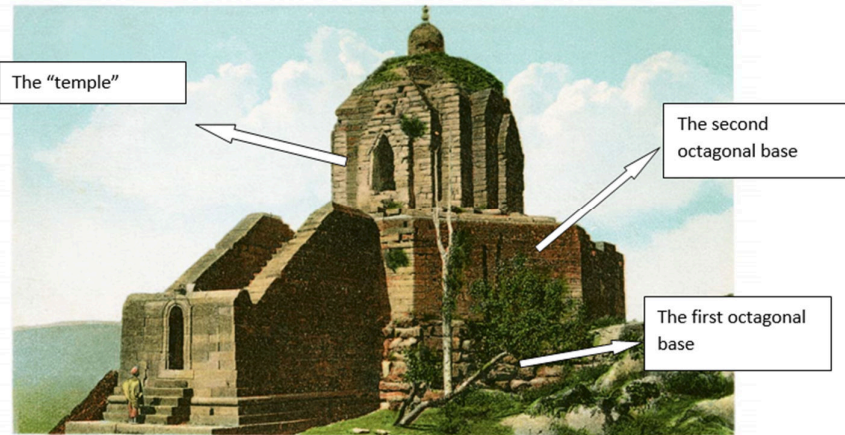
ان گھڑے پتھروں پر مشتمل پہلی ہشت پہلو عمارت کی باقیات پر سلیمان نے ایک دوسری ہشت پہلو عمارت بنا کر اس کی مرمت کی۔ اس دوسری تعمیر تک پہنچنے کے لئے سلیمان نے ایک سیڑھی تعمیر کرائی اور اس کی سیڑھیوں پر اپنے اور یوزاٰسف کے بارے میں کتبات لکھے۔ تیسری تعمیر ہندو دور میں ہوئی جس میں سلیمان کے تعمیر کردہ ہشت پہلو پلیٹ فارم پر ایک مندر بنایا گیا۔ یہ مندر سلطان سکندر بت شکن نے گروانا چاہا لیکن اس روایت کی بنیاد پر کہ سلطان محمود غزنوی نے یہاں نماز ادا کی تھی اسے نہ گروایا اور ایک مسجد اس کے ساتھ بنوادی۔ سکندر کے بیٹے زین العابدین بڈشاہ نے اس کے شکستہ گنبد تلے چار ستون ٹیک کے لئے بنوائے اور ایک ستون پر تعمیر کی عبارت لکھوائی۔ اس نے سیڑھیوں پر موجود خستہ عبارتوں کو تعظیماً متعلقہ سیڑھی کی ساتھ والی دیوار پر فارسی میں ترجمہ کروا کر لکھوادیا۔

سید نصیر الدین

خانیاری از سادات کبار زبدہ روزگار در زمرہ مستورین بود و تبقریبے ظہور یافت مرقد آں بزرگوار در محلہ خانیار مہبط فیض و مظہر انوار است و در جوار قبر ایشان سنگ تربتی نمودار است۔ میگویند کہ اینجا پیغمبری آسودہ است کہ در زمان سابقہ بر مردم کشمیر مبعوث شدہ بود صاحب واقعات کشمیر می نگارد کہ من در کتابے از تواریخ دیدہ ام کہ وے از سلاطین زادہ ہا بود۔ چوں راہ زہد و تقوی پیمود برسالت مردم کشمیر مبعوث شد۔ پس در کشمیر آمدہ بدعوت خلائق اشتغال نمود۔ بعد رحلت در محلہ انزمر آسود و نامش یوز آسف پیغمبر بود۔۔ اما صاحب وقائع ملک کشمیر کہ در عہد سلطان زین العابدین بود روایت میکند کہ سلطان؛

۵۰

از جانب خود سید عبد اللہ بیہقی را با تحائف و نفائس فراوان بطور سفارت نزد خدیو مصر فرستادہ بابت استحکام رابطۂ محبت و اخلاص سلسلہ جنبانی نمود۔ پس خدیو مصر از جانب خود یوز آسپ نام شخصے کہ از احفاد حضرت موسیٰ پیغمبر علیہ السلام بکمالات صوری و معنوی فرید دہر و یگانۂ عصر بود نزد سلطان زین العابدین بطریق رسالت مامور ساخت۔ چوں سفیر مذکور وارد خطۂ دلپذیر گشت با سلطان رابطۂ اخلاص درست کردہ و مراسم رسالت بجا آوردہ واپس رجعت نمود۔ بعد چندگاہ بمرافقت سید نصیر الدین بیہقی کہ از احفاد سید علاء الدین بیہقی است و از طرف سلطان در نزد شریف مکہ بطور رسالت و وکالت رفتہ بود باز آمدہ و از جانب شریف مکہ بنام سلطان نامہ کہ از پند و نصائح مشحون بود آوردند و درمیان نامہ سورۂ واقعہ بخط کوفہ کہ مملو از خوف و رجاست ملفوف بود کہ مطابق مضمون ہمیں سورہ عمل باید کرد یعنی از خوف خدا باید ترسید۔ پس یوز اسپ بموانست و مجالست سید نصیر الدین بیہقی عمر خود در ینجا بسر برد فقط و از مرقد شریف او ایماءِ ننوشت ۰ؐ

والد راقم الحروف عبد الرسول شیوا میفرمود کہ من در ایام طالب علمی ہمراہ استاد خود ملا عبید اللہ بر کوہ سلیمان رفتہ بودم و بر سنگ دیوار تردبان تبخانہ بخط ثلث نوشتہ دیدم کہ در ینوقت یوز آسپ نام جوانے از مصر آمدہ دعوی پیغمبر زادگی میکند سال پنجاہ و چہار از سنہ کشمیری۔

بعد چندگاہ وقتیکہ سنگان لاہور متصرف کشمیر شدند اہل خلاف بنابر تعصب ذاتی عبارتیکہ بر سنگ منقوش بود محو کردند چنانچہ اثر حروف آں ہنوز باقی است لیکن خواندہ نمیشود فقط۔

محرر ایں اوراق مستحسن غلام حسن میگوید کہ در سنہ پنجاہ و چہار سلطان زین العابدین تبخانۂ مذکور را مرمت کردہ است و چہار ستون حجری و قبایۂ سقف آں نمودہ البتہ عبارتیکہ بر دیوار منقوش بود دراں وقت نوشتہ شدہ باشد پس ایں حرف تحریر صاحب وقائع کشمیر را توثیق می بخشد فقط مردم شیعہ اعتقاد میدارند کہ یوز آصف از اولاد امام جعفر صادق است رضی اللہ عنہ۔

لہ : باید بود۔ "بود"

تاریخ حسن

جلد سوئم

تذکرۂ اولیائے کشمیر

موسوم بہ

اسرار الاخیار

۱۳۰۵ھ

منصور حیدر راجہ

مؤلفہ

پیر غلام حسن کھویہامی

شائع کردہ

ڈائرکٹر آف ریسرچ اینڈ پبلیکیشن جموں و کشمیر سرینگر

وہ مقام جہاں غلام حسن کھویہامی نے اپنی تاریخ کشمیر میں وقائع کشمیر کا اصل حوالہ حذف کر کے جعلی عبارت ڈالی

تاریخ حسن ۳۹۶ حصۂ اوّل

اہل خلاف آن را محو کردہ اند۔ ہنوز اثرش باقی است۔ شیخ غلام محی الدین گنبد آں را مرمت نمود۔ مہاراجہ گلاب سنگھ نردبان کوہ را ترمیم ساخت۔

بیجی شور۔ راجہ بجی مطابق ۲۹۸۶ ک در برج بارہ بہ کمال رفعت و متانت آباد کردہ بود۔ سلطان سکندر ویران ساخت۔

بوٹی شور۔ ندر آدت در موضع ... آباد کردہ بود سلطان سکندر ویران فرمود۔

مُسلسل} محققاں بیان کردہ اند کہ ایشاں بر دروازۂ نوبہار (بت کدۂ معروف در بلخ) لوحے دیدہ بودند کہ برو نوشتہ بود:۔ "قول بوذ آسف است کہ در ہائے بادشاہاں محتاج سہ خصلت اند یکے عقل دوم صبر و سوم مال۔" کسے در ذیلش بہ عربی نوشت:۔ "ہر کہ یکے ازیں سہ خصلت دارد محتاج در ہائے شہاں نیست"۔

مولانا سید سلیمان ندوی (در عرب و ہند کے تعلقات ص ص ۱۷۰، ۱۷۱ چاپ ہندوستانی اکاڈیمی الہ آباد ۱۹۳۰ء) در تحقیق لفظ "بوذ آسف" می نگارد:۔

دریں امر ہیچ شک نماندہ کہ مراد از "بوذ آسف" بدھ است۔ در فارسی قدیم بجائے دال ذال می نوشتندے۔ ازیں جہت ایں لفظ بجائے "بوداسف" "بوذ آسف" گردید۔ بقول پروفسور زخاؤ حرف "ف" دریں جا در اصل "ستو" است۔ ایں لفظ از "بدھی ستو" "بوذ آسف" گردیدہ است۔

و آنکہ دریں کتاب مذکور است کہ شخصے "یوز آسپ" نام از مصر آمدہ دعوئ پیغمبری می کرد، کلیتۂ محقق نگشتہ است بقول ڈاکٹر صوفی (کشیر جلد اول ص ...) یوز آسف مزبور بہ حیثیت سفیر در زمان بدشاہ در کشمیر وارد گشت۔ قرین قیاس این است کہ "یوز آسپ" در اصل "بوذ اسف" "بودھی ستو" است۔ تاریخ شاہد است کہ کشمیر تا ظہور اسلام مانند بلخ و بخارا و افغانستان و ترکستان یکے از مراکز دین بودا بشمار میرفت و بسیارے از دانائے وحید لمے این سرزمین بودند مشابہت اسمی مابین ایں ہر دو چیزے دیگر مؤید ایں خیال است۔ روایتے عام کہ "یوز اسف" در اصل حضرت مسیح علیہ السلام بودند ظاہراً ضعیف است ۰ؐ ۱۲۲۹ھ ہماں "ذبیہ ایشری" است کہ مذکور شد۔ غالباً حسن از غلطی مکرر نوشتہ است۔ ۱۲۳۰ھ مندر بھوتیش یا موجودہ بھوتیشور ز دبت خانۂ نندی کیشتر زیر دامن کوہ ہرمکٹ واقع است از راج ترنگنی و نیلمت پوران معلوم می شود کہ بھوتیشور از قدیم ترین زیارتگاہ کشمیر است (ریت شٹنٹ جیوگرافی آف کشمیر ص ۲۱۱) ۰ؐ

۱۲۳۱ھ کذا فی الاصل مجل: نقوش در حاشیہ ۰ؐ

The Kashmir Series of Texts and Studies

No. 82

Tarikh-i-Hassan

V I.

GEOGRAPHY of KASHMIR

BY

Pir Ghulam Hassan Khuihami

PUBLISHED UNDER THE AUTHORITY OF JAMMU & KASHMIR GOVERNMENT BY THE RESEARCH AND PUBLICATION DEPARTMENT, SRINAGAR.

تاریخ حسن کے ایڈیٹر نے یہاں حاشیے میں "دعویٰ پیغمبری" کی تردید کر کے "دعویٰ پیغمبر زادگی" کو اصل عبارت قرار دیا ہے۔ یہ تمام تر تحریری کشمیری روایت کے برعکس ہے۔

۵۰

بعد از مرگ محلے میں دفنائے گئے۔ اس کا نام یوز آسف پیغمبر تھا۔ لیکن مصنف وقائع کشمیر جو
سلطان زین العابدین کے وقت میں تھا۔ روایت کرتا ہے۔ کہ سلطان نے سید عبداللہ
بیہقی کو بے شمار نفیس چیزیں اور تحفے دیکر بادشاہ مصر کے پاس دوستی اور محبت کے
رشتہ کو مظبوط بنانے کی غرض سے بطور سفیر بھیجا۔ بادشاہ مصر نے اپنے طرف سے یوز اسپ
نام ایک شخص کو جو حضرت موسیٰ کی اولاد میں سے تھا۔ اور ظاہری و باطنی کمالات میں یکتائے زمانہ تھا
سلطان زین العابدین کے پاس سفیر مقرر کرکے بھیجا۔ جب یہ سفیر کشمیر پہنچا اور سلطان کے ساتھ
دوستانہ تعلق کو دوستی سے قائم کیا۔ تو سفیر سفارت کا کام انجام دیکر واپس چلا گیا۔ کچھ مدت کے بعد
سید نصیر الدین بیہقی (جوکہ سید علاؤ الدین بیہقی کے پوتوں نواسوں میں سے تھا۔ اور شریف مکہ کے
پاس بطور سفیر اور وکیل گیا تھا) کے ساتھ واپس آئے۔ اور شریف مکہ کی طرف بھلائی کی باتوں اور
نصیحتوں سے بھرا ہوا ایک خط لے آئے۔ اس خط کے بیچ میں "سورۃ واقعہ" جو امید بیم کی
باتوں کر پر ہے۔ لپٹا ہوا تھا۔ شریف مکہ نے سلطان کو لکھا تھا۔ کہ اسی سورہ شریف کے مضمون کے
مطابق کام کرنا چاہئے اور خدا سے ڈرنا چاہئے۔
یوز آسپ نے سید نصیر الدین کی دوستی اور ہمنشینی میں اپنی عمر یہیں گذار دی۔ وقائع کشمیر کے
مصنف نے ان کے دفنانے کی جگہ کے بارے میں کوئی بات نہ لکھی۔ کہاں وفات پائی اور
کہاں دفنائے گئے۔ اسکی طرف کوئی اشارہ نہ کیا۔ والد راقم الحروف (حسن کے والد بزرگوار
عبدالرسول شیوا فرماتے تھے۔ کہ میں طالب علمی کے دنوں میں اپنے استاد ملا عبداللہ کے
ساتھ سلیمان پہاڑی (تخت سلیمان - شنکر آچاریہ) پر گیا تھا۔ اور مندر کی دیوار کی
پتھر خط ثلث میں لکھا ہوا دیکھا۔ اس وقت میں یوز آسپ نام ایک جوان مصر سے آکر پیغمبری کا
دعویٰ کرتا ہے۔ سنہ کشمیری چون۔ کچھ مدت کے بعد جب لاہور کے سکھ کشمیر پر قابض
ہو گئے۔ مخالف لوگوں نے ذاتی تعصب کی بنا پر پتھر پہ جو عبارت لکھی تھی۔ مٹا دی چنانچہ
اس عبارت کے حرفوں کے نشان ابھی موجود ہیں۔ ان پسندیدہ حرفوں کا لکھنے والا
غلام حسن کہتا ہے۔ کہ سنہ چوبیں میں سلطان زین العابدین نے اس مندر کی مرمت کرائی
اور پتھر کے چار ستون اس کی چھت کے پائے بنوائے۔ ممکن ہے کہ دیوار پر جو عبارت پتھر
پہ کندی ہوئی تھی یا کسی وقت میں لکھی گئی ہوگی۔ اور یہ بات مصنف وقائع کشمیر کی تحریر کو

یک زمان صحبتے با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا
گر تو سنگِ خارہ و مرمر شوی چون بصاحب دل رسی گوہر شوی

تذکرۂ اولیائے کشمیر

موسوم بہ

اسرار الاخیار

یعنی

تاریخ حسن کا تیسرا حصہ

غلام محمد نور محمد تاجران کتب مہاراج زنبیر گنج بازار سری نگر

سری نگر میں

لوپیکل انور پریس میں چھپوا کر شائع کیا۔

جنوری سنہ ۱۹۲۰ء

پہلی بار ۱۹۲۰ء کے لگ بھگ شائع ہونے والے اردو ترجمے میں "دعویٔ پیغمبری" کے الفاظ جو تمام تر کشمیری تحریری روایت کے مطابق ہیں۔

حال ہی میں محکمہ لائبریریز کے ایکس ڈائرکٹر شری اے کے رینہ نے راقم کو تاریخ حسن
حصہ سوئم کی ترتیب و تدوین اور پروف ریڈنگ وغیرہ کے کام پر متعین کیا۔ راقم نے ان کے حکم
کے مطابق اس کام کی انجام دہی کے لئے اس پر مزید کام کرکے اس کام کی تکمیل کے
لئے حتی الامکان کام کیا۔ اس تیسرے حصہ کی کتابت آدھی سرینگر اور آدھی جموں
میں کی گئی ہے۔ اس لئے اس میں کافی حد تک فروگذاشتیں ہوئی ہیں۔ بعض جگہ
مسودہ تیار کرتے وقت کچھ عبارت بھی رہ گئی تھی۔ جس کی اصلاح کے لئے ہمیں اکثر
اوقات کشمیر یونیورسٹی کی اقبال لائبریری میں اصل مخطوطہ کا مطالعہ کرکے
اغلاط کی درستی اور رہ گئی عبارت نقل کرنا پڑتی تھی۔ نقل شدہ مسودہ میں کافی
غلطیاں پائی گئیں۔ ان کی بھی اصل نسخہ کے مطابق درستی کی گئی۔ بعض واقعات
میں مؤلف سے جو غلطیاں سرزد ہوئی ہیں ان کے بارے میں فوٹ نوٹس لکھ کر
ان اغلاط کو دیگر تواریخ کے حوالوں کی روشنی میں درست کیا گیا۔ اس غرض کے
حصول کے لئے ہمیں کافی تگ و دو کرنا پڑی۔ چونکہ نقل شدہ مسودہ میں خامیاں رہ گئی
تھیں کیونکہ نقل کرنے کے بعد اس کی پروف ریڈنگ یعنی نظر ثانی نہیں کی گئی تھی۔ راقم
نے اس مسودہ کے ان صفحات تک پہلے ہی ۱۹۷۶ء میں نظر ثانی کی تھی، جن صفحات تک
اس کی کتابت ہو چکی تھی۔ بقیہ حصہ پر نظر ثانی نہیں کی گئی تھی۔ بدین وجہ راقم کو اکثر
اوقات مشکلات سے دوچار ہونا پڑا۔ جب کہ مسودہ کی عبارت کا تسلسل بیچ کی
عبارت رہ جانے کی وجہ سے ٹوٹ جاتا تھا۔

تاریخ کے سکالروں اور مطالعہ کنندگان سے ہمیں توقع ہے کہ وہ جہاں کہیں اس تاریخ کی
ترتیب و تدوین میں کوئی خامی اور غلطی پائیں گے تو وہ اپنے اصلاح کے قلم سے اس غلطی کو ٹھیک
کریں گے۔ اس میں شک نہیں کہ ہم نے اپنی طرف سے حتی الامکان سعی کی ہے کہ اس تاریخ کی
ترتیب و تدوین میں غلطی نہ رہ جائے۔ ہماری کوشش کے باوجود بھی ممکن ہے کہ اس کی
ترتیب و تدوین میں ضرور خامیاں رہ گئی ہوں گی سے گر قبول افتد زہے عز و شرف

ختم ہیں (۱) ناچیز غلام رسول بٹ ریٹائرڈ ہیڈ مولوی
(۲) عبدالعزیز شاہ ہیڈ منشی

محکمہ کتب خانہ جات کشمیر کی طرف سے غلام حسن کے مخطوطہ کو ایڈٹ کرنے والے ہیڈ مولوی اور ہیڈ منشی کے مخطوطے میں تبدیلیاں کرنے کا اعتراف۔
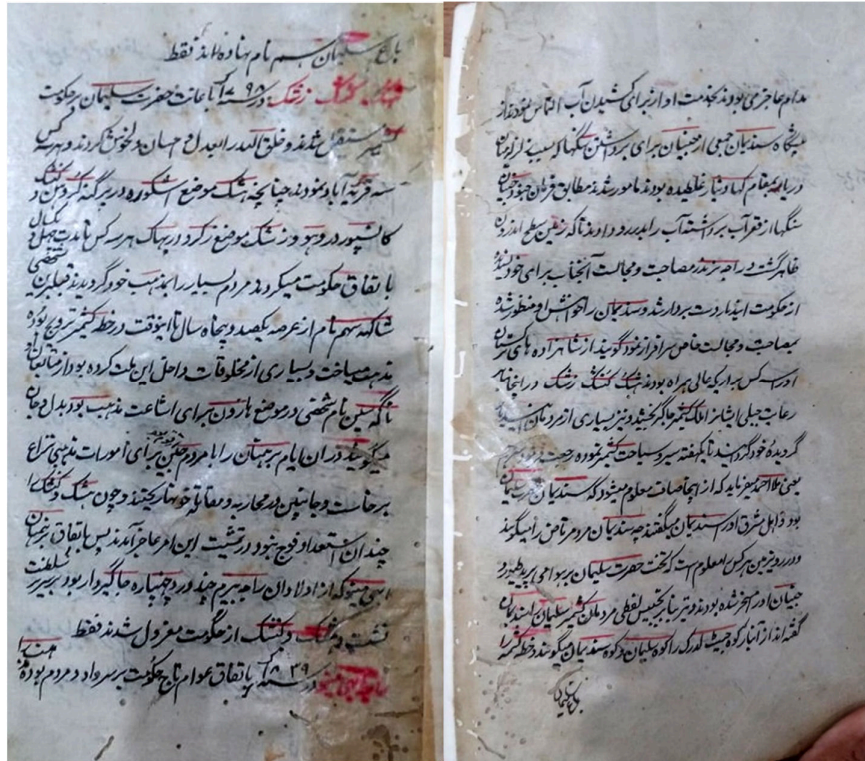
تاریخ حسن مخطوطہ پنجاب یونیورسٹی میں سلیمان کے کشان دور میں ہونے کا ذکر۔ غلام حسن نے یہاں بھی تحریف کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ حضرت سلیمانؑ بن داودؑ کا ذکر ہے لیکن تاریخ اور آثار سے لاعلمی کی بنیاد پر سلیمان کے کشان دور میں ہونے کے ذکر کو جوں کا توں چھوڑ دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری کشان دور میں کنشک اور ہوشک کے زمانے میں ہی گزرے ہیں۔

سمت شرقی لبان سہ ستارہ میزان بر سطح کشمیر نمایان چند
کیفیت ہر سہ درذیل گفتہ شود تخت سلیمان کہ قرب شہر سرینگر
شرق رویہ بطرف شہر ایستادہ می بینند ظفرخان احسن
نہی چون پای بر تخت سلیمان شود کشمیر و شہر او نمایان ملا
احمد در تاریخ خود رقمطراز است کہ حضرت سلیمان پیغمبر بر ہوائی پرید و
چندی بر فرق کوہ آرمید لہذا آن کوہ را تخت سلیمان نام کردہ اند
ایضاً در ۲۸۰ کہ راجہ سندیمان بتخانہ زلیشٹی شور بر قلعہ مذکور
آباد کردہ است بنا بران آن کوہ را کوہ سندیمان میگویند فقط
شنکراچارج نام شخصی در انجا عبادت میکرد و عمر عزیز خود در عبادت
بودہا بسر بردہ موجب آن اہل ہنود آنرا کوہ شنکراچارہ نامند
و در زمان پیشین کوہ مذکور را جیٹ لدرک میگفتند رفعت آن
۶۲۶۳ فٹ ہاری پربت مورخان ہنود می نگارند کہ
در زمان باستان شارکا دیوی بصورت شارک متشکل
گشتہ لختی از کوہ سمیر بمنقار خود برداشتہ آوردہ در اینجا بر
سر جلندبو نہاد بنا بران آن لخت را ہاری پربت میگویند ہاری
بمعنی شارک پربت بمعنی کوہ بعضی ہا ہر دمن … نام نہادہ اند

تاریخِ حسن نسخہ نیشنل لائبریری اسلام آباد میں غلام حسن نے ملا احمد کی وقائع کشمیر سے نقل کیا ہے کہ سندیمان اور سلیمان ایک شخص ہیں۔
وقائع کشمیر کے وانچو نسخہ میں سلیمان حواری کا ذکر ہے لیکن یہاں غلام حسن نے حضرت سلیمانؑ کا ذکر داخل کر دیا ہے۔
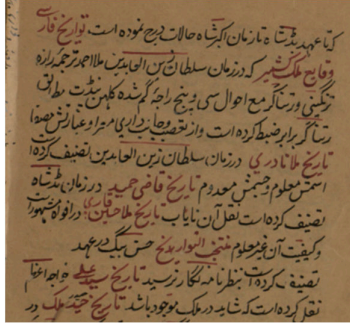
تاریخِ حسن نسخہ نیشنل لائبریری اسلام آباد میں ذکر کہ ملا احمد کشمیری سنسکرت کتب کا ترجمہ کیا کرتے تھے۔
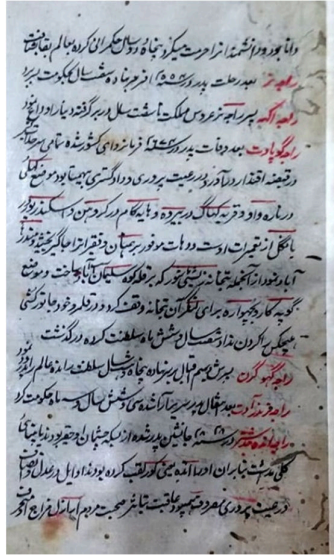
نسخہ تاریخ حسن پنجاب یونیورسٹی میں وہ مقام جہاں قدیم ترین فارسی تاریخِ کشمیر وقائع کشمیر، کشمیر کی دوسری تواریخ سے فرق ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یوزاٗسف ہونے۔ آپ کے یسوع کہلانے، آپ کے اور سلیمان حواری کے کشمیر آنے اور ہندوؤں کی کتب میں آپ کا ذکر ہونے اور انزمرہ میں آپ کی تدفین کا ذکر کرتی ہے۔
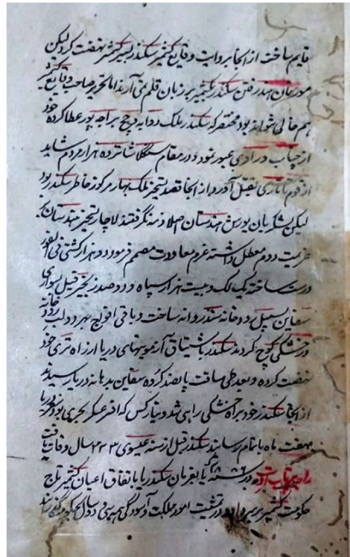
نسخہ تاریخ حسن پنجاب یونیورسٹی میں وہ مقام جہاں غلام حسن کھویحامی نے سکندر یونانی کے بارے میں جدید تواریخ سے ایک طویل عبارت لے کر وقائع کشمیر کے نام سے راجہ اندہ جشڑ اور راجہ پرتاب آدت کے درمیان ٹھونس دی ہے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ یہاں وقائع کشمیر سے ایک طویل اور اہم عبارت غائب کی گئی ہے۔